فضائلِ دعاء
از: اعلیحضرت امام اہلسنت
الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸۹ سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مبحث دعا میں یہ عجیب و غریب جامع و نافع کتاب مستطاب جس میں
دعا کے فوائد و قواعد و آداب اجابت کے اوقات و اماکن و اسباب اسم اعظم
رب الارباب قضائے حاجت کی ترکیبیں لاجواب وغیرہا جملہ مسائل متعلقہ دعا بکمال
شرح و بسط سلیس و عام فہم زبان میں مندرج ہیں، مسمّٰی بہ

# اَحْسَنُ الْوِعَا لِآدَابِ الدُّعَاءِ

از تصانیف جلیلہ امام المحققین خاتم المدققین آیۃ من آیات رب العالمین بقیۃ السلف
حجۃ الخلف اعلیٰ حضرت سیدنا و مولٰینا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی
حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ و نور قبرہٗ۔

❋ مع ذیل مسمّٰی بہ ❋

# ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَا

تصنیف
اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت
مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محشّٰی حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۴۰۲۲۹۶

25/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ السمیع القریب المجیب المجیب قریب ربنا فنناجیہ لا بعید فننادیہ والصلوٰۃ والسلام علی النجی النجیب المناجی الحبیب البشیر النذیر الداعی الی اللہ باذنہ السراج المنیر وعلیٰ اٰلہ الکرام وصحبہ العظام الداعین ربھم والناس نیام واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ امام الدعاۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین

اٰمین یا رب العلمین ۃ

**اَمَّا بَعد** یہ رسالہ دعا کے آداب و فضائل اور اجابت کے موانع و وسائل اور اس کے متعلق نفیس مسائل میں مسمّٰی بہ احسن الوعاء لآداب الدعاء تصنیف لطیف اعلیٰ حضرت حامی سنت راعی شریعت افضل المحققین اکمل المدققین حضرت مولٰنا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ متقلبہ ومثواہ۔ کہ فقیر ناسزا عبد المصطفیٰ احمد رضا غفر اللہ تعالیٰ لہ واصلح عملہ نے اس کا شرف خدمت لیا اور خاص مسودۂ حضرت مصنف علام قدس سرہ سے مبیضہ کیا۔ اثنائے تبییض میں کہیں وضاحت مرام کہیں ازاحت اوہام کہیں مناسبت مقام کے لئے فقیر نے زیادات کثیرہ کیں۔ کہ اصل رسالہ سے دو چند بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں۔ تو مناسب ہوا کہ انہیں رسالہ مستقلہ قرار دیجئے۔ اور اصل کے لئے بجائے شرح و ذیل سمجھ کر نام ذیل المدعا لاحسن الوعاء

مستثنیٰ کیجیے ۔

اصل رسالہ سے ان زیادات کے امتیاز کا یہ طریقہ رکھا کہ ان کے شروع میں قال الرضا اور آخر میں اس شکل ۱۲ کا خط ہلالی لکھا ۔

اس مبارک رسالہ کے مطالب نفیسہ کا دس فصل پر انقسام ۔ اور آخر میں ایک تذییل ۔ اور ایک خاتمے پر اتمام کلام ۔ والحمد للہ ولی الانعام والصلوٰۃ علی محمد والہ والسلام ۔



## فصل اول فضائل دعا میں

قال الرضا ۔ فضائل دعا میں احادیث بکثرت ہیں ۔ دس اس فصل میں مذکور ہوں گی ۔ آئندہ بھی ضمن کلام میں بہت احادیث آئیں گی ۔ واللہ الموفق ۔

قال اللہ عزوجل ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے ۔ اور فرماتا ہے ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر ۔ یہاں عبادت سے مراد دعا ہے ۔

قال الرضا ۔ اور فرماتا ہے ۔ فَلَوْلَا اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ تو کیوں نہ ہوا جب آئی تھی ان پر ہماری طرف سے سختی تو گڑگڑائے ہوتے ۔ لیکن سخت ہو گئے ہیں دل ان کے ۔ اس آیت سے ترک دعا پر تہدید شدید نکلی ۔

**حدیث ۱** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے۔ میں اوس سے ویسا ہی کرتا ہوں۔ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي۔ اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دُعا کرے۔

قال الرضا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کی۔

اقول۔ اللہ تعالٰے کا علم و قدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شئے کے لئے ہے۔ یہ خاص معیتِ کرم و رحمت ہے۔ جو دُعا کرنے والے کو ملتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت و نعمت ہوگی۔ کہ بندہ اپنے مولےٰ کی معیت سے مشرف ہو۔ سترِ حاجت روئیاں اس پر نثار۔ اور لاکھ مقصد و مراد اس کے تصدق۔

حدیث ۲۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ اللہ تعالٰے کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔

قال الرضا۔ اسے ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے ابوہریرہ صحابی سے روایت کیا۔

حدیث ۳۔ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اپنے رب تبارک و تعالٰے سے نقل فرماتے ہیں۔ اے فرزندِ آدم تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھے گا۔ میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں۔ معاف فرماتا رہوں گا۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

قال الرضا۔ رواہ الترمذی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حدیث ۴۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم دُعا سے عاجز نہ ہو۔ کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔ قال الرضا۔ رواہ عنہ ابن حبان والحاکم۔

حدیث ۵۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ دُعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے۔ اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور۔ قال الرضا۔ رواہ الحاکم عن ابی ہریرۃ وکابی یعلی عن علی رضی اللہ تعالٰے عنہما۔

حدیث ۶۔ منقول کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ جو بلا اوتر چکی۔ اور جو ابھی نہ اُتری۔ دعا سب سے نفع دیتی ہے۔ تو دعا اختیار کرو اے خدا کے بندو۔ قال الرضا۔ رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما۔

حدیث ۷۔ واردکہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ بلا اُترتی ہے۔ پھر دُعا اُس سے جاملتی ہے۔ تو دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک۔ یعنی دُعا اوس بلا کو اُترنے نہیں دیتی۔ قال الرضا۔

رواہ البزار والطبرانی والحاکم عن اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

حدیث ۸ ۔ مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ دعا عبادت کا مغز ہے ۔ قال الرضا ۔ رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

حدیث ۹ ۔ مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے ۔ اور تمہارے رزق وسیع کر دے ۔ رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاح مومن ہے ۔ قال الرضا ۔ رواہ ابو یعلیٰ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

حدیث ۱۰ ۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے ۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے ۔ قال الرضا ۔ اخرجہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ اور یہی معنی بعض احادیث قدسی میں بھی آئے ۔ اخرجہ العسکری فی المواعظ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی اغضب علیہ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا ۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۔

اے عزیز ! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی ۔ اور ان کو تعلیم کی ۔ حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں ۔ اور دفع بلا وآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں ۔

ایک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں ۔ اول عابدوں کے گروہ میں داخل ہوگا کہ دعا فی نفسہ عبادت بلکہ مغز عبادت ہے ۔ دوم دعا اقرار عجز ونیاز[1] واعتراف بقدرت وکرم الٰہی پر دلالت کرتی ہے ۔ سوم امتثال امر شرع کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی ۔ نہ مانگنے پر غضب الٰہی کی وعید آئی ۔ چہارم ۔ اتباع سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے ۔ اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے ۔ پنجم دفع بلا وحصول مدعا کہ حکم ادعونی استجب لکم و اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔ آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے ۔ خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے ۔ اور جو کسی بات کی طلب کرتا ہے ۔ اپنی رحمت سے اوسکو عطا فرماتا ہے ۔ یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے ۔

[1] یعنی جو شخص دعا کرتا ہے ۔ وہ اپنے عجز واحتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم وقدرت کا اعتراف کرتا ہے ۱۲ منہ

سرورِ معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ دُعاءِ بندہ کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ یا اُس کا گناہ بخشا جاتا ہے۔ یا دُنیا میں اُسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یا اُس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے۔ کہ جب بندہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھیگا۔ جو دُنیا میں مستجاب نہ ہوئی تھیں تمنا کرے گا۔ کاش دُنیا میں میری کوئی دُعاء قبول نہ ہوتی۔ اور سب یہیں کیواسطے جمع رہتیں۔ مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دُعاء کا قبول ہونا اور بصورتِ عدمِ حصولِ مدعا ثوابِ آخرت اوس کے عوض لینا چاہتا ہے۔ مناسب کہ دُعاء میں اوس کے آداب کی رعایت کرے۔ واللہ الموفق ۔

## فصلِ دوم آدابِ دُعاء و اسبابِ اجابت میں

قال الرضا۔ آدابِ دُعاء جیں تمہیں سب اسبابِ اجابت ہیں۔ کہ اون کا اجتماع ان شاء اللہ العزیز موجبِ اجابت ہوتا ہے۔ بلکہ اون میں بعض بمنزلہ شرط ہیں۔ جیسے حضورِ قلب و صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور بعض دیگر مستحبات و مستحسنات۔ فاقول یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقۃً شرط کہیے۔ باین معنی کہ اجابت اوس پر موقوف ہو۔ کہ اگر وہ نہ ہو۔ تو اجابت نہ بار نہ ہو۔ اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ و اعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلبٍ غافلٍ لاہٍ۔ خبردار ہو بیشک اللہ تعالیٰ نے دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔ حالانکہ بارہا سوتے میں جو بعض بلاقصد زبان سے نکل جائے مقبول ہوجاتا ہے۔ ولہٰذا حدیث صحیح میں ارشاد ہوا جب غیظ غلبہ کرے۔ تو ذکر نماز ملتوی کر دو۔ مبادا کرنا چاہو استغفار اور غیظ میں نکل جائے کوسنا۔ تو ثابت ہوا کہ یہاں شرط بمعنی حقیقی نہیں۔ بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو۔ تو وہ دُعاء بروجہ کمال ہے۔ اور اوس میں توقعِ اجابت کو نہایت قوت خصوصاً جبکہ مستحسنات کو بھی جامع ہو۔ اور اگر شرائط سے خالی ہو۔ تو توقع دور رجائے قبول نہیں بمحض کرم و رحمت یا توافقِ ساعتِ اجابت قبول ہو جانا دوسری بات ہے۔ یہ فائدہ ضرور ملحوظ رکھیے۔ اب شمار آداب کی طرف چلیے۔ جو آدابِ دعاء کہ آیات و احادیث صحیحہ معتبرہ و ارشاداتِ علمائے کرام سے ثابت جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعثِ اجابت ہو۔ قال الرضا۔ وہ ساٹھ ہیں۔ اکاون حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور نو فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بڑھائے ۔

ادب ۱ - دل کو حتی الامکان خیالات غیر سے پاک کرے۔ قال الرضا، رب عزوجل کا خاص محل نظر دل ہے۔ ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم ۔

ادب ۲، ۳ و ۴ - بدن و لباس و مکان پاک و لطیف و طاہر ہوں۔ قال الرضا، کہ اللہ تعالٰی لطیف ہے۔ نظافت کو دوست رکھتا ہے ۔

ادب ۵ - دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرے۔ کہ خدائے کریم کی رحمت اوس کی طرف متوجہ ہو۔ قال الرضا، اور صدقہ خصوصًا پوشیدہ اس امر میں اثر تمام رکھتا ہے۔ قدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ۔ وجوب گر منسوخ ہے۔ تو استحباب ہنوز باقی ہے ۔

ادب ۶ - جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں۔ ادا کرے۔ یا اون سے معاف کرالے۔ قال الرضا، خلق کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اوٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے۔ اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اوسے چمٹے داد و فریاد کا شور کر رہے ہیں۔ اسے گالی دی۔ اوسے مارا۔ اوسکا مال لے لیا۔ اوسے لوٹا۔ غور کرے اوس کا یہ حال قابل عطا و نوال ہے۔ یا لائق سزا و نکال۔ وحسبنا اللہ ذو الجلال ۔

ادب ۷ - کھانے پینے لباس کسب میں حرام سے احتیاط کرے۔ کہ حرام خوار و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے ۔

ادب ۸ - دعا سے پہلے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔ قال الرضا، کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے ۔

ادب ۹ - وقت کراہت نہ ہو۔ تو دو رکعت نماز خلوص قلب سے پڑھے۔ کہ جالب رحمت ہے۔ اور رحمت موجب نعمت ۔

ادب ۱۰-۱۱-۱۲ - دعا کے وقت باوضو قبلہ رو مؤدب دو زانو بیٹھے۔ یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔ قال الرضا۔ یا بہ نیت شکر توفیق دعا و التجا الی اللہ سجدہ کرے۔ کہ یہ صورت سب سے زیادہ قرب رب کی ہے۔ قالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقیدنا بنیۃ الشکر لان السجود بلا سبب حرام عند الشافعیۃ ولیس بشیء عندنا انما ہو مباح لا لک ولا علیک کما نصوا علیہ ۔

ادب ۱۳-۱۴ - دعا کو خشوع اور دل کو حاضر کرے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ تعالٰی غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔ اسے عزیز یہ غضب ہے کہ زبان سے اوس کی قدرت و کرم کا اقرار

کیجئے۔ اور دل اوروں کی عظمت اور بڑائی سے پُر ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی کہ ہماری دُعا قبول نہیں ہوتی۔ جواب آیا۔ میں ان کی دُعا کس طرح قبول کروں، کہ وہ زبان سے دُعا کرتے ہیں۔ اور دل ان کے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اے عزیز! جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی خدا تعالیٰ کی ہستی میں گم نہ کرے۔ رحمت خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کے لئے مخصوص ہے۔ تیری طرف کب متوجہ ہو۔ جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعویٰ کرے۔ یا بادشاہ اوس کی طرف متوجہ ہو۔ اور وہ کسی چوبدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوار زجر ہے۔ مستحق انعام ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن تجھی کو ہم پوجتے ہیں۔ اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ روتے روتے بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے۔ لوگوں نے حال پوچھا۔ فرمایا۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہوئے کہ اے خود پرستو! کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کے لئے رہ گئی۔ رات دن رزق کی تلاش میں ہر جگہ پھرتا ہے۔ اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے۔ اور ہم سے کہتا ہے میں تجھی کو پوجتا ہوں۔ اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ تو میں اس بات کا کیا جواب دوں۔ اے عزیز! وہاں دل پر نظر ہے۔ نہ زبان پر ؎

| | ما درون را بنگریم و حال را | | ما زبان را ننگریم و قال را | |
|---|---|---|---|---|

چاہئے کہ دل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیع ماسوے اللہ سے رشتہ امید قطع کرے۔ نہ نفس سے کام۔ نہ خلق سے غرض رکھے۔ تا شاہد مقصود جلوہ گر ہو۔ اور گوہر مقصود ہاتھ آئے۔

**قال الرضاء** ۔ نظر بغیر جب بالذات نظر بغیر ہو۔ نظر بغیر ہے۔ بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود و مراد ہوں۔ تو قطعاً شرک و کفر۔ محبوبان خدا سے توسل نظر بخدا ہے۔ نہ نظر بغیر۔ لہٰذا خود قرآن عظیم نے اوس کا حکم دیا جس کا ذکر ادب ۲۲ میں آتا ہے۔ اس کی نظیر تواضع ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے۔ فتاوے ہندیہ و ملتقط وغیرہا میں ہے۔ التواضع لغیر اللہ حرام۔ حالانکہ معظمان دین کے لئے تواضع قطعاً مامور بہ ہے خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ تواضعوا لمن تعلمون منه و

تواضعوا لمن تعلمونه ولا تکونوا جبابرة العلماء۔ اپنے استاد کے لئے تواضع
کرو۔ اور اپنے شاگردوں کے لئے تواضع کرو۔ اور سرکش عالم نہ بنو۔
نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے۔
ذھب ثلثا دینہ اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔ تو وجہ وہی ہے کہ مال دنیا کے لئے
تواضع رو بخدا نہیں۔ یہ حرام ہوئی۔ اور یہی تواضع لغیر اللہ ہے۔ اور علم دین کے لئے تواضع رو بخدا
ہے۔ اس کا حکم آیا۔ اور یہ عین تواضع للہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے۔ کہ کسی کو
بھول کر رہا ہے وہ شرکین افراط و تفریط میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔
ادب ۱۵۔ نگاہ نیچی رکھے۔ ورنہ معاذ اللہ زوال بصر کا خوف ہے۔ قال الرضا
۔ اگرچہ حدیث میں دعا بعد نماز کے لئے وارد۔ مگر علماء اسے عام فرماتے ہیں۔
ادب ۱۶۔ دعا کے لئے اول و آخر حمد الٰہی بجا لائے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی
اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں۔ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا۔ اور بے شمار عطا فرماتا ہے
حمد کا مختصر و جامع کلمہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ اور
اللھم لک الحمد کما نقول وخیرا مما نقول ہے۔ قال الرضا۔ نیز یہی
اللھم لک الحمد حمدا یوافی نعمک ویکافی مزیدک کما ینبغی وغیرہا کہ
احادیث میں وارد ہیں۔
ادب ۱۷۔ اول و آخر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر
درود بھیجے۔ کہ درود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور پروردگار کریم اس سے
برتر کہ اول و آخر کو قبول فرمائے اور وسط کو رد کر دے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی حدیث میں ہے۔ دعا زمین و آسمان کے درمیان رکی رہتی ہے جب تک تو
اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ بلند نہیں ہونے پاتی۔
قال الرضا۔ بلکہ بیہقی و ابو الشیخ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدعاء محجوب عن اللہ حتی یصلی علی محمد واھل بیتہ۔ دعا
اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر درود نہ
بھیجا جائے۔ اے عزیز! دعا طائر ہے۔ اور درود شہپر۔ طائر بے پر کیا اڑ سکتا ہے۔
ادب ۱۸۔ اب کہ مانگنے کا وقت آیا تصور عظمت و جلال الٰہی میں ڈوب جائے۔ قال الرضا

اگر اس مبارک تصور نے رو غلبہ کیا۔ کہ زبان بند ہو گئی۔ تو سبحان اللہ! یہ خاموشی ہزاروں عرض سے زیادہ کام دیگی ورنہ اسقدر تو ضرور کہ صورت حیا و ادب و تضرع و خشوع ہو گا۔ کہ یہی روح دعا ہے۔ دعا ربے اسکے حق پہچانے۔ اور حق پہچان سے بعید جہالت ہے ؛

ادب ۱۹ - اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو جو باوجود گناہ اس کے حال پر فرمائیں یاد کر کے شرمندہ ہو قال الرضا۔ یہ شرم باعث دل شکستگی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ دل شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی۔ اور نیز تصور رحمت جرأت عرض کا باعث ہوگا۔ ومن فتحت لہ ابواب الدعاء فتحت لہ ابواب الاجابۃ جس کے لئے دعا کے دروازے کھلتے ہیں۔ اجابت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں ؛

ادب ۲۰ - اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کرے۔ کہ موجب الحاح و زاری ہے ؛

ادب ۲۱ - شروع میں اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسم پاک ارحم الراحمین پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے۔ فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مانگ کہ ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہوا۔ اور پانچ بار یا ربنا کہنا بھی نہایت مؤثر اجابت ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ تو اون کی دعا قبول کی ان کے رب نے ؛

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ جو شخص عجز کے وقت پانچ بار یا ربنا کہے اللہ تعالیٰ اوسے اوس چیز سے جس کا خوف رکھتا ہے۔ امان بخشے۔ اور جو چیز چاہتا ہے۔ عطا فرمائے پھر یہ آیتیں تلاوت کیں۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الی قولہ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؛ اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں ؛

ادب ۲۲ - اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اوس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اوس کے اولیا و اصفیاء بالتخصیص حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل اور اونہیں اپنے انجاح حاجات کا ذریعہ کرے۔ کہ محبوبان خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے ؛ قال الرضاء۔ قال اللہ تعالیٰ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وقال اللہ تعالیٰ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

الوسیلۃ دعا مانگتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ یوں دعا کی جائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِی۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت میں کہ میرے لئے پوری ہو۔

صحیح بخاری میں ہے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دعا کی۔ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا۔ الٰہی ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ باران رحمت بھیج۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَةٍ کُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادٰی بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَةٍ قُضِیَتْ لَهٗ۔ جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے۔ وہ تکلیف دور ہو۔ اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے۔ وہ سختی دفع ہو۔ اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے۔ وہ حاجت روا ہو۔ اور فرماتے ہیں۔ اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِیْ جب تم اللہ تعالٰی سے سوال کرو۔ تو میرے وسیلے سے مانگو۔ تمہاری مراد پوری ہوگی۔ یہ مضامین بسند ہائے صحیحہ اوس جناب سے ائمہ دین واکابر متقدمین نے روایت فرمائے۔

ادب ۲۳۔ اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصًا لوجہ اللہ کیا ہو۔ اوس سے توسل کرے۔ کہ جالب رحمت ہے۔ قَالَ الرِّضَا قصۂ اصحاب الرقیم اسپر دلیل کافی ہے۔

ادب ۲۴۔ بحال رغبت ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اوٹھائے۔ یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو۔ یہ ابتہال ہے۔

---

سلہ بعض احادیث سے مستفاد کہ جب رغبت کی دعا ہو تو کف دست آسمان کی طرف کرے۔ اور رہبت و بلا کی تو پشت دست۔ مگر جمہور [illegible] یہ ہے کہ پشت دست سے نگاہ کرو۔ اور بعض اوقات دعا کے وقت صرف انگشت شہادت سے اشارہ بھی آیا۔ اور [illegible] سے منقول کہ دعا چار قسم ہے۔ [illegible] رغبت [illegible] جانب آسمان ہو۔ [illegible] پشت [illegible] کی طرف [illegible] تضرع [illegible] و ابتہال [illegible] سے اشارہ کرے [illegible] زبان [illegible] واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ

ادب ۲۵ - ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔ قال الرضا، یعنی اون میں خم نہ ہو۔ کہ آسمان قبلۂ دعا ہے
ساری کف دست مواجہ آسمان رہے ۔

ادب ۲۶ - ہاتھ کھلے رکھے۔ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔ قال الرضا، ہاتھ اوٹھانا
اوسکو اوس کے حضور پھیلانا اظہار عجز وفقر کے لئے مشروع ہوا۔ تو اونکا چھپانا اس کے مخل ہوگا۔
جسطرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا۔ کہ اصل مقصود سجود یعنی اظہار تذلل میں مخل انداز ہے
نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا۔ کہ صورت توجہ کے خلاف ہے ۔ اگرچہ رب عز وجل سے کچھ نہاں نہیں
ھذا ما ظھر لی واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ادب ۲۷ - دعا نرم وپست آواز سے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ سمیع وقریب ہے۔ جس طرح چلانے
سے سنتا ہے۔ اوسی طرح آہستہ۔ قال الرضا، بلکہ وہ اوسے بھی سنتا ہے جو ہنوز زبان تک
اصلا نہ آیا۔ یعنی دلوں کا ارادہ نیت خطرہ کہ جیسے اوسکا علم تمام موجودات ومعدومات کو محیط ہے
یونہی اوس کے سمع وبصر جمیع موجودات کو عام وشامل ہیں۔ اپنی ذات وصفات اور دلوں کے
ارادات وخطرات اور تمام اعیان واعراض کائنات ہر شئے کو دیکھتا بھی ہے۔ اور سنتا بھی۔ نہ
اوسکا دیکھنا رنگ وشکل سے خاص۔ نہ اوسکا سننا آواز کے ساتھ مخصوص ۔ لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر ۔
ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔ انہ لا یحب
المعتدین وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰ ابن مولی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ آہستہ دعا ظاہر دعا
سے ستر مرتبہ بہتر ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر دعا کرتے۔ اور ان کی آواز اصلاً نہ سنی جاتی
ایک صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ۔ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ
یارسول اللہ ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اوس سے آہستہ کہیں۔ یا دور کہ اوسکو پکاریں ۔ جواب
آیا ۔ اذا سألک عبادی عنی فانی قریب ۔ جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں۔ تو میں نزدیک
ہوں ۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔ دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ
سے دعا مانگے ۔

ادب ۲۸ - دعا مانگنے میں حاجت آخرت کو مقدم رکھے۔ کہ امر اہم کی تقدیم ضروری ہے
اور کریمہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ اس کے منافی نہیں۔ کہ حسنۂ دنیا
سے وہ نیکیاں وخوبیاں جو آخرت میں کام آئیں مراد ہو سکتے ہیں۔ علاوہ بریں تقدیم دنیا باعتبار

تقدم زمانی منافی اس اعتبار کے نہیں۔ قال الرضا یعنی فی الدنیا حسنۃ فرمایا ہے دحسنۃ الدنیا۔ اور حسنات دین کہ مورث حسنات آخرت ہیں سب دنیا ہی میں ملتے ہیں تو کلمہ جامعہ نہ صرف حسنات دنیویہ سے خاص ۔

ادب ۲۹ - دعا میں نہایت عاجزی و الحاح کرے ۔

زور را بگزار و زاری را بگیر　　　رحم سوئے زار آید اے فقیر

جس قدر ادھر سے عاجزی زیادہ ادھر سے لطف و کرم زیادہ ۔

بپائے بوس تو دست کسے رسد کہ مدام　　　چو آستانہ بریں در ہمیشہ سر دارد

من کان اضعف کان الرب بہ الطف ۔ خاک سے زیادہ کوئی پامال نہ تھا۔ اسی واسطے قطرۂ عنایت عرش و کرسی اور فلک و ملک کو چھوڑ کر اوس پر ٹپکا۔ قال الرضا حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ رواہ الطبرانی فی الدعاء وابن عدی فی الکامل والامام الترمذی فی النوادر والبیہقی فی شعب الایمان والقضاعی وابو الشیخ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

ادب ۳۰ - دعا میں تکرار چاہئے ۔ قال الرضا تکرار سوال صدق طلب پر دلیل ہے ۔ اور یہ اوس کریم حقیقی کی شان ہے کہ تکرار سوال سے ملال نہیں فرماتا۔ بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے من لم یسئل اللہ یغضب علیہ۔ بخلاف بنی آدم کیسا ہی کریم ہو کثرت سوال و شدت تکرار و ہجوم سائلاں سے کبھی نہ کبھی وقت دل تنگ ہوتا ہے ۔

| | | |
|---|---|---|
| اللہ یغضب ان ترکت سؤالہ | | وبنی آدم حین یسأل یغضب |

نسئل اللہ العفو والعافیۃ عدد السائلین وعدد المسائل والحمد للہ رب العٰلمین ۔

ادب ۳۱ - عدد طاق ہو کہ اللہ وتر ہے ۔ وتر کو دوست رکھتا ہے ۔ پانچ بہتر ہے ۔ اور اس کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب ۔ اور اقل مرتبہ تین ہے جس سے کم نہ مانگے ۔ حدیث میں ہے بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا۔ پھر دعا کرتا ہے پھر قبول نہیں فرماتا۔ پھر دعا کرتا ہے ۔ اوس وقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے ۔ اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی ۔ میں نے اوس کی دعا قبول فرمائی ۔

ادب ۳۲ - دعا فہم معنی کے ساتھ ہو۔ قال الرضا لفظ بے معنی قالب بے جان ہے ۔

ادب ۳۳۔ آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے۔ اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ دلیلِ اجابت ہے۔ رونا
نہ آئے۔ تو رونے کا سا منہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔ قال الرضاء۔ من
تشبہ بقوم فھو منھم۔ ایک نقال صوفیائے کرام کی نقلیں کرتا بعد موت بخشا گیا کہ ہمارے
محبوبوں کی صورت تو بناتا تھا۔ اگرچہ بطورِ ہنسی کے۔ اور یہ صورت بنانا بہ نیت تضرع اللہ عزوجل
کے حضور ہے نہ کہ اوروں کے دکھانے کو کہ وہ ریا ہے۔ اور عوام یہ نکتہ یاد رہے ۔

ادب ۳۴۔ دعا عزم و جزم کے ساتھ ہو۔ یوں نہ کہے کہ الٰہی تو چاہے۔ تو میری یہ حاجت روا
فرما۔ کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔ قال الرضاء و اما قولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ان تغفر اللّٰھم تغفر جما وای عبد لک لا الما رواہ الترمذی والحاکم
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححاہ فلیس ان فیہ للشک بل للتعلیل کقولک
لابنک ان کنت ابنی فافعل کذا ای افعلہ وامتثل امری لانک ابنی وکقولھم
ان کنت سلطانا فاعط الجزیل فالمعنی اغفر کثیرا لانک غفار ۔

ادب ۳۵۔ دعا جامع قلیل اللفظ وکثیر المعنی ہو۔ تطویل بے جا سے احتراز کرے۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے۔ آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد
سے بڑھ جائیں گے۔ اور آدمی کو مقصود دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں
مجھے بہشت عطا فرما اور اوس قول و عمل کی جو اوس سے نزدیک کرے توفیق دے۔ بعض کتابوں
میں ہے۔ یہ دعا۔ جامع و کافی ہے ربنا اٰتنا فی الدنیا[له] حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار خدایا ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما۔ اور دوزخ کی آگ سے بچا۔ عبد اللہ
بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے دعا کی خدایا مجھے بہشت میں ایک سپید محل دے۔ کہ
جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے۔ فرمایا۔ اے بیٹا! خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ
سے پناہ چاہ۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ ۔

ادب ۳۶۔ دعا میں سجع اور تکلف سے بچے۔ کہ باعث شغل قلب و زوالِ رقت ہے۔
حدیث میں آیا۔ ایاکم والسجع فی الدعاء قال الرضاء اور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی دعاؤں میں سجع کا آنا سجع کا آنا ہے۔ نہ سجع کا لانا۔ اور محذور سجع کرنا ہے۔ نہ سجع ہونا۔ کہ تشویش
خاطر وہی ہے نہ یہ۔ ولہٰذا حضرت مصنف علام قدس سرہ نے لفظ تکلف زیادہ فرمایا ۔

---

له فی الدنیا حسنۃ ای رحمۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ ای الجنۃ ۱۲ منہ قدس سرہ

ادب ۳۷ - رنگ اور ترنم سے احتراز کرے۔ کہ خلاف ادب ہے ۔

ادب ۳۸ - اللہ تعالیٰ سے اپنی کل حاجتیں مانگے۔ قال الرضا، اس کی تحقیق حضرت مصنف قدس سرہ عنقریب افادہ فرمائینگے ۔

ادب ۳۹ - بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد۔ اور اکثر مطالب دنیا و آخرت کو جامع ہیں۔ انہی پر اقتصار کرے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی حاجت یک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی ۔ قال الرضا۔ مگر کوئی دعائے ماثور معین نہ کرے کہ تعیین عادت باعث زوال رقت و قلت حضور ہوتی ہے ۔

ادب ۴۰ - جب اپنے لئے دعا مانگے۔ تو سب اہل اسلام کو اوس میں شریک کرے۔ قال الرضا، کہ اگر یہ خود قابل عطا نہیں۔ کسی بندے کا طفیلی ہوکر مراد کو پہنچ جائے گا ۔

ابوالشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روایت کی۔ ہم سے ذکر کیا گیا۔ جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ قیامت کو جب اون کی مجلسوں پر گزرے گا۔ ایک کہنے والا کہیگا۔ یہ وہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا۔ پس وہ اوس کی شفاعت کرینگے۔ اور جناب الٰہی میں عرض کرکے بہشت میں لے جائینگے۔ یہاں تک کہ حدیث میں ہے۔ جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے۔ وہ نماز ناقص ہے قال الرضا، یہ بھی ابوالشیخ نے روایت کی۔ اور خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی۔ اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اللھم اغفرلی کہتے سنا۔ فرمایا اگر عام کرتا۔ تو تیری دعا مقبول ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے۔ ایک نے اللھم اغفرلی وارحمنی کہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی دعا میں تعمیم کر کہ دعائے خاص و عام میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں۔ صحیح حدیث میں فرماتے ہیں۔ جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ اوس کے لئے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ہر روز مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس بار استغفار کرے اون لوگوں میں ہو جن کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اون کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے۔ رواہ ایضاً

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن خطیب کی حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے۔ اللھم ارحم امۃ محمد رحمۃ عامۃ۔ الٰہی امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عام رحمت فرما۔ اور امام مستغفری کی حدیث میں یہ لفظ ہیں اللھم اغفر لامۃ محمد مغفرۃ عامۃ الٰہی امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عام مغفرت فرما۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا۔ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے۔ بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں۔ سب اس کے لئے استغفار کریں۔ یہاں تک کہ وفات پائے۔ رواہ ابوالشیخ الاصبہانی ۔

فقیر نے اس بارے میں اس لئے احادیث بکثرت نقل کیں۔ کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں۔ اور نہیں جانتی کہ خود یہ انہیں کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملائکہ آسمان مشغول ہیں۔ ویستغفرون لمن فی الارض جعلنا اللہ من المسلمین وحشرنا فیھم بمنہ آمین ۔

ادب ۴۳۔ ساتھ ہی والدین ومشائخ کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔ ماں باپ موجب حیات ظاہری ہیں۔ قال الرضا۔ اور مشائخ باعث حیات باطنی۔ باپ پدر آب وگل ہے۔ اور پیر و استاذ پدر روح ودل۔ ع ذا ابوالروح لا ابوالنطف۔ جبکہ مرشد رشاد کے پیر و استاذ ہوں۔ ورنہ رہزن و قہر جاں گسل ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔

حدیث میں ہے جو شخص نماز پڑھے۔ اور اس میں ماں باپ کے لئے دعا نہ کرے۔ وہ نماز ناقص ہے۔ اور دعاء والدین کے لئے سنت قدیمہ ہے۔ کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وقت سے جاری۔ اللہ تعالیٰ ان سے حکایت فرماتا ہے۔ رب اغفرلی ولوالدی قال الرضا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حکایت فرمائی۔ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا ۔

ادب ۴۴۔ مستحب یوں ہے۔ کہ پہلے اپنے نفس کے لئے دعا مانگے۔ پھر والدین و دیگر اہل اسلام کو شریک کرے۔ قال الرضا سعید بن یسار کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص کو یاد کرکے میں نے اس کے لئے
دعائے رحمت کی۔ حضرت ابن عمر نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ پہلے اپنے نفس سے
ابتدا کر۔ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ امام نخعی فرماتے ہیں جب دعا کرے اپنے نفس سے ابتدا کر کہ تجھے کیا خبر کونسی دعا مقبول ہوجائے

اور صحاح میں ثابت کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کے لئے
دعا فرماتے۔ اپنے نفس نفیس سے ابتداء فرماتے۔ اور بارہا حضور اقدس سے اس کا خلاف بھی
ثابت۔ امام بدر الدین زرکشی حاشیہ ابن الصلاح میں یوں تطبیق دیتے ہیں۔ کہ اگر اپنے اور
دوسرے کے لئے ایک ہی بات کی دعا کرے۔ تو اپنے نفس سے ابتداء کرے۔ مثل اللھم
اغفرلی ولوالدی۔ اور اگر دعا مختلف ہو۔ تو اختیار ہے۔ جیسے اللھم اشف فلانا
واغفرلی۔ یا اللھم ارحمنی واقض دین فلان۔ اور شرح عقیدہ جبرانیہ میں ہے
کہ دعا میں اپنے نفس پر بھائی مسلمانوں کو مقدم رکھے۔ کہ یہ ترتیب ایثار کا ہے۔ حدیث
میں ہے جب بندہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لبیک
اے میرے بندے اور میں پہلے تجھ سے شروع کروں گا۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ
اجابت میں اس سے بدایت ہوگی۔ تو مقام ایثار مقام عالی شریف ہے۔ یہ لکھ کر اخیر میں
اختیار دے دیا۔ کہ فان شاء بدء بنفسہ وان شاء بدء بغیرہ انتہی۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ ان اقوال میں یوں جمع کرسکتے
ہیں۔ کہ ہر امر کے لئے ایک مقام جداگانہ ہے۔ اور ہر شخص کے لئے اس کی نیت۔ انتہی۔
**اقول**۔ ظاہر یہ ایثار مقام خواص ہے۔ اور عوام کو تقدیم نفس ہی مناسب۔ ولہٰذا شارع
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ عام کے لئے تشریع فرماتے۔ اکثر یہی منقول بلکہ فقیر کے خیال
میں نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا میں اپنے نفس اقدس کا دوسروں
سے موخر رکھنا ثابت ہو۔ اس دعا فقیر پر اقتصار بارہا ہوا ہے۔ اور حدیث صحیح ابدأ
بنفسک ثم بمن تعول سے بھی اس معنی پر استدلال کرسکتے ہیں۔ شرع مطہر میں حق
نفس حق غیر پر بیشک مقدم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ادب ۴۳۔ حتی الوسع اوقات و اماکن اجابت کی رعایت کرے۔
ادب ۴۴۔ آمین پر ختم کرے۔ کہ دعا کی مہر ہے۔ **قال الرضا**۔ اور سننے والے کو
بھی آمین کہنا چاہئے۔ استنانا بسنۃ ھرون علیہ الصلوٰۃ والسلام فان موسیٰ

کان یدعو وھارون یؤمن کما فی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیہما وسلم ﴿

ادب ۴۵ ۔ بعد فراغ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر و برکت[1] جو بذریعہ دعا حاصل
ہوئی اشرف الاعضاء یعنی چہرے سے ملاقی ہو ؎

ادب ۴۶ ۔ اللہ جل جلالہ کے سعت رحمت وصدق وعدہ ادعونی استجب لکم
پر نظر کر کے استجابت دعا پر یقین کامل رکھے۔ کہ کریم سائل کو محروم نہیں پھیرتا۔ حدیث
میں ہے۔ ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس حال پر
کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔ جو دعا کرے۔ اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا قبول ہوگی۔ اوس کی دعا
مقبول نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی ۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دعا کے
وقت اپنا گناہ یاد نہ کرے۔ کہ اوس کا خیال یقین اجابت میں خلل ڈالے گا۔ اور طاعت کو بھی
بطور سبب تعلق نہ یاد کرے کہ عجب و ناز میں مبتلا کریگا۔ اور تضرع و شکستگی میں مخل ہوگا ؎

ادب ۴۷ ۔ دعا کرتے کرتے ملال نہ لائے۔ بلکہ نشاط قلب کے ساتھ عرض کرے۔ فان اللہ
لا یمل لا تملوا ۔ قال الرضا وفی لفظ لا یسأم حتی تسأموا والمولیٰ سبحٰنہ و
تعالیٰ منزہ عن الملالۃ والسآمۃ وانما ھو من باب المشاکلۃ ﴿

ادب ۴۸ ۔ دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تین
آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے۔ دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے
جو قطع رحم ہو۔ تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے۔ کہ میں نے دعا مانگی۔ اب تک قبول نہ ہوئی

---

[1] عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال اذا رفعتم
ایدیکم الی اللہ [illegible] فامسحوا ایدیکم علی وجوھکم فان اللہ
[illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہی کون ہے۔ اور آئے بھی۔ تو آفت سے گھبراتے۔ کل کا ہوتا آج ہو جائے۔ ایک ہفتہ بھر
پڑھتے گزرا۔ اور مشکلات ہونے لگی۔ صاحب پڑھا تو تھا۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لئے
اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں۔ یستجاب لاحدکم مالم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی
تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو۔ کہ میں نے دعا کی تھی۔ قبول نہ ہوئی۔
اور پھر بعض تو اس پر کیسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کہ اعمال و ادعیہ کے اثر سے
بے اعتقاد۔ بلکہ اللہ عزوجل کے وعدہ وکرم سے بے اعتماد والعیاذ باللہ الکریم الجواد
ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ اگر کوئی تمہارا برابر
والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے۔ اور تم اوس کا ایک کام نہ کرو۔ تو اپنا کام اوس سے
کہتے ہوئے اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اوس کا کہنا کیا ہی نہیں۔ اب کس منہ سے اس سے
کام کو کہیں۔ اور اگر غرض دیوانی ہوتی ہے۔ کہہ بھی دیا۔ اور اوس نے نہ کیا۔ تو اصلاً محل شکایت
نہ جانو گے۔ کہ ہم نے کب کیا تھا۔ جو وہ کرتا۔ اب جانچو۔ کہ تم مالک علی الاطلاق عزجلالہ کے
کتنے احکام بجالاتے ہو۔ اوس کے حکم بجا نہ لانا۔ اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی قبول چاہنا
کیسی بے حیائی ہے۔ او احمق! پھر فرق دیکھ۔ اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر ایک ایک
رونگٹے میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بیشمار نعمتیں ہیں۔ تو سوتا ہے۔ اور اوس
کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرا دے رہے ہیں۔ تو گناہ کر رہا ہے۔ اور سر سے پاؤں
تک صحت و عافیت۔ بلاؤں سے حفاظت۔ کھانے کا ہضم۔ فضلات کا دفع۔ خون کی روانی
اعضاء میں طاقت۔ آنکھوں میں روشنی۔ بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں
پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں۔ کس منہ سے شکایت کرتا ہے۔ تو کیا جانے کہ تیرے
لئے بھلائی کاہے میں ہے۔ تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے دفع
کی۔ تو کیا جانے۔ کہ اس دعا کے عوض کیا ثواب تیرے لئے ذخیرہ ہو رہا ہے۔ اوس کا وعدہ
سچا ہے۔ اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ ہاں بے اعتقادی
آئی۔ تو یقین جان کہ مارا گیا۔ اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ
وتعالیٰ۔ اے ذلیل خاک اے آب ناپاک اپنا منہ دیکھ۔ اور اس عظیم شرف کو غور کر کہ اپنی بارگاہ
میں حاضر ہونے اپنا پاک متعالی نام لینے اپنی طرف منہ کرنے اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے

ہیں۔ وہ کسوں مرادیں ہیں فضل عظیم پر نثار۔ اور بے صبرے، فوراً بھیک مانگنا سیکھ۔ اس آستانِ رفیع کی خاک پر لوٹ جا۔ اور پسار، اور ڈٹ کی بندھی رکھ۔ کہ اب دیتے ہیں۔ اب دیتے ہیں۔ بلکہ اوسے پکارنے اوس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا۔ کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے۔ یقین جان کہ اس در والا سے ہرگز محروم نہ پھرے گا۔ کہ ع

من دق باب الکریم انفتح

وباللہ التوفیق ۴

ادب ۴۹۔ اپنے گناہ و خطا پر نظر کرکے دعا کو ترک نہ کرے۔ کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی۔ اور اوسے قیامت تک مہلت ملی۔ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔
کہتے ہیں فرعون عمر بھر خدائی کا دعوے کرتا۔ اور رات کو دعا و زاری میں مشغول رہتا۔ اسی سبب سے جاہ و حشم و مال و ملک اوس کا مدت تک قائم رہا ۵

| | |
|---|---|
| روز فرعون بیش حق نالاں شدے | نیم شب فرعون ہم گریاں شدے |
| کیں چہ غل بست کہ تو بر گردنم | کز غل بستہ کہ گرید من منم |

اے عزیزو! وہ ارحم الراحمین ہے۔ اوس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا۔ تجھے کب محروم کرے گا ۵

| | |
|---|---|
| اے کریمے کہ از خزانۂ غیب | گبر و ترسا وظیفہ خور داری |
| دوستاں را کجا کنی محروم | تو کہ با دشمناں نظر داری |

ادب ۵۰۔ تندرستی و خوشی و فراغ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرے۔ تاکہ سختی و رنج میں بھی دعا قبول ہو۔ حدیث میں ہے من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرخاء ۰

ادب ۵۱۔ جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے۔ بلا شرط خیر و صلاح دعا نہ کرے۔ قال الرضا کہ ممکن ہے کہ جسے یہ اپنے حق میں خیر جانتا ہے۔ انجام اوس کا برا ہو

اور بالعکس تو اپنے منہ سے اپنی مضرت مانگتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عسٰی ان تکرھوا
شیئا وھو خیر لکم وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم
لا تعلمون۔ قریب ہے کہ تم کسی چیز کو مکروہ سمجھو گے۔ اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور
قریب ہے کہ تم کسی چیز کو دوست رکھو گے۔ اور وہ تمہارے لئے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے۔ اور فرماتا ہے۔ عسٰی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا
قریب ہے کہ تم بعض چیزوں کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان میں خیر کثیر رکھے گا۔ لہٰذا
دعا یوں چاہئے کہ الٰہی اگر میرے لئے یہ امر دین و دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ تو عطا فرما۔
جس کی خیریت و منفعت یقینی ہے جس میں دوسرا پہلو نہیں۔ وہاں اس شرط و تعلیق کی حاجت
نہیں۔ مثلاً الٰہی میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ الٰہی مجھ کو دوزخ سے بچا۔ آمین۔

یہ وہ اکاون ادب ہیں جو حضرت مصنف قدس سرہ نے افادہ فرمائے۔ اب فقیر
غفرلہ اللہ تعالیٰ نو اور ذکر کرتا ہے کہ ساٹھ کا عدد کامل ہو۔ وباللہ التوفیق۔

ادب ۵۲۔ دعا تنہائی میں کرے۔ حدیث میں آیا ہے۔ پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی
ستر دعا کے برابر ہے۔ رواہ ابو الشیخ والدیلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**فائدہ عجیبہ۔** اخیر محرم ۱۳۰۳ھ میں فقیر نے بدایوں مدرسہ طیبہ قادریہ میں خواب دیکھا
کہ صحیح بخاری شریف نہایت خوش خط و محشی میرے سامنے ہے۔ اوس کے حاشیے پر خاص اس روایت
امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ الدعاء فی السر مرۃ افضل من الدعاء
فی العلانیۃ سبعین مرۃ یعنی چھپ میں ایک بار دعا مانگنے میں ستر بار کی دعا سے بہتر
ہے۔ اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری۔ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی
محمد عبد القادر صاحب قادری دامت برکاتہم سے بھی استفسار کیا۔ فرمایا میرے خیال میں
بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اسی طرح اب کوئی چھ برس ہوئے سید شاہ فضل حسین صاحب
پنجابی فقیر سے صحیح بخاری شریف پڑھتے تھے۔ ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا
کہ جامع صحیح مطبوعہ مطبع احمدی پیش نظر ہے۔ اور اوس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی ایک اثر موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اوس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سنت
ہے یا نہیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قد سمعہ افقھ بلدنا و
اعلمھم علما ابو حنیفۃ یعنی اوس کی اذان کیونکر صحیح نہ ہو۔ حالانکہ اوسے سنا ہے ہمارے

شہر کے اکمل فقہاء و اعظم علماء ابوحنیفہ نے۔ خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت امام پر زمانا تقدم کچھ مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ادب ۵۳۔ جب قصد دعا ہو۔ پہلے مسواک کرے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا۔ ایسی حالت میں رائحۂ متغیرہ و نکہت ناپسند سے مخصوصاً حقہ پینے والے خصوصاً تمباکو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر و دعا و نماز میں نہایت اہم ہے۔ کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا۔ کہ مسجد میں نہ آئے۔ دعا کا حکم یہاں بھی ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رضائے رب باعث حصول ارب ہے۔

ادب ۵۴۔ جہاں تک ممکن ہو دعا زبان عربی کرے۔ غرر الافکار وغیرہ میں ہمارے علما نے تصریح فرمائی۔ کہ غیر عربی میں دعا مکروہ ہے۔ وما وقع فی التتمۃ والدرمن التحریم فمحلہ ما اذا لم یعلم معناہ کمثل الرقیۃ بالعجمیۃ۔ امام رواجی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا۔ اور فرماتے ہیں عربی میں دعا اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو۔ اور معنی سیکھ کر بتکلف ان کی طرف خیال لے جانا مشوش خاطر و مخل حضور ہو۔ وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے۔ کہ حضور دل جمعی اہم امور ہے۔

ادب ۵۵۔ اگر دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو۔ جگہ بدل دے۔ یوں بھی نہ جائے۔ تو وضو کرے۔ یوں بھی نہ جائے۔ تو موقوف کرے۔ صحیح حدیث میں اس کی وجہ بیان فرمائی۔ کہ مبادا استغفار کرنا چاہے۔ اور زبان سے اپنے لئے بددعا نکل جائے۔

ادب ۵۶۔ اقول۔ حالت غضب میں بددعا کا قصد نہ کرے۔ کہ غضب عقل کو چھپا لیتا ہے۔ کیا عجب کہ بعد زوال غضب خود اس بددعا پر نادم ہو۔ اس مضمون کو حدیث لا یقضی القاضی وھو غضبان سے استنباط کر سکتے ہیں۔

ادب ۵۷۔ دعا میں تکبر اور شرم سے بچے۔ مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تضرع و الحاح کر رہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنا رہا ہے۔ اب کوئی آگیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کر دیا۔ یہ حماقت ہے۔ اور معاذ اللہ اس کی جناب تکبر سے مشابہ ہے۔ اس کے حضور گڑگڑانا موجب ہزاران عزت ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ

خلافِ شان و حرکت ۔

**ادب ۵۸** ۔ دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیے، نہایت پست بھی نہ کرے۔ اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچے۔ بغیر اس کے مذہب راجح پر کوئی کلام و قراءت کلام و قراءت نہیں ٹھہرتا۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا ۔

**ادب ۵۹** ۔ دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے۔ بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت، بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ مقصود ملنا نہ ملنا درکنار، لذتِ مناجات نقدِ وقت ہے۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

**ادب ۶۰** ۔ تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ صلحا و اطفال و مساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرکے ان سے بھی دعا چاہیے۔ کہ اقرب بقبول ہے۔ **اولاً** جب احسان کیا، وہ راضی ہوں گے۔ اور دل سے اس کے لئے دعا کریں گے۔ اور مسلمان کی دعا مسلمان کے لئے اس کی غیبت میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔ **ثانیاً** ان کی رضامندی سے اللہ راضی ہوگا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے۔ اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔ **ثالثاً** ان کا منہ اس کے لئے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا ۔

منقول ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا، اے موسیٰ مجھ سے اس منہ کے ساتھ دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا۔ عرض کی، الٰہی وہ منہ کہاں سے لاؤں۔ (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تواضع ہے۔ ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے معصوم ہیں) فرمایا۔ اوروں سے دعا کرا کہ ان کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا ۔

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ دعا کرو عمر بخشا جائے ۔

اور صالحین و حاجی و مریض و مبتلا سے دعا کرانا اثر تمام رکھتا ہے۔ ان تینوں کی حدیثیں تو فصل ہشتم میں آئیں گی۔ اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو۔ یہ مریض سے عام ہے۔ ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اغتنموا دعوۃ المؤمن المبتلیٰ مسلمان مبتلا کی دعا غنیمت جانو۔

**فائدہ**۔ جب مطلب حاصل ہو اوسے خدا تعالیٰ کی عنایت و مہربانی جانے۔ اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولنٰہ نعمۃ منا قال انما اوتیتہ علی علم۔ ترجمہ: جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اوسے نعمت دیتے ہیں کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی۔ بل ہی فتنۃ۔ بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے۔ کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے۔ یا نہیں۔ ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اور اوس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے۔ قبول نہیں ہوتی جو کریم کا احسان نہیں مانتا۔ لائق عطا نہیں مستوجب سزا ہے۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔ جو ہماری یاد سے منہ پھیرے۔ اوس کے لئے ہے تنگ زندگانی۔

**قال الرضاء** ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے۔ شکر واجب ہے۔ کہ قائم رہے۔ اور زیادہ ملے حدیث شریف میں ہے نعمتیں وحشی ہوتی ہیں۔ اونہیں شکر سے مقید کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔ اور بیشک اگر تم شکر کرو گے میں تمہیں زیادہ دونگا۔ **فائدہ** قال الرضا۔ حدیث میں قبول دعا دیکھنے کے وقت یہ دعا ارشاد فرمائی:۔ الحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصلحات وبہ

تم فصل الآداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

## فصل سوم اوقات اجابت میں

**قال الرضاء** وہ اوقات وحالات کہ جن میں بنظر ارشاد واحادیث واتمہ دین امید اجابت بحمد اللہ قوی ہے پینتالیس ہیں۔ ازاں جملہ چھبیس حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بڑھائے۔

**اول** شب قدر۔ قال الرضاء کہ بقول اکثر شب بست وہفتم ماہ رمضان ہے۔

**دوم**۔ روز عرفہ یعنی نہم ذی الحجہ۔ قال الرضاء خصوصًا بعد زوال۔ خصوصًا عرفات میں۔

سوم۔ ماہ رمضان مطلقاً ۔ چہارم شب جمعہ۔ پنجم روز جمعہ۔ ششم ٹھیک
آدھی رات کہ اس وقت تجلی خاص ہوتی ہے۔ ہفتم سحر۔ قال الرضا یعنی رات کا
چھٹا حصہ رہے ۔ ہشتم ساعت جمعہ یعنی قبل غروب شمس کہ اکثر اقوال میں ساعت
مرجوہ وہی ہے۔ قال الرضا ساعت جمعہ کے بارے میں اگرچہ اقوال علما چالیس سے
متجاوز ہوئے۔ مگر قوی و راجح و مختار اکابر محققین و جماعات کثیرہ اختر دین دو قول ہیں
ایک وہ جس کی طرف حضرت مصنف قدس سرہ و قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا۔ یعنی ساعت
اخیرہ روز جمعہ غروب آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت۔ اشباہ میں فرمایا۔ ہمارا
یہی مذہب ہے۔ عامہ مشائخ حنفیہ اسی طرف گئے۔ یوں ہی مختار خانیہ میں اوسے ہمارے
مشائخ کرام کا مسلک ٹھیرایا۔ اور یہی مذہب ہے عالم الکتابین سیدنا عبد اللہ بن سلام
و حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ اور اسی طرف رجوع فرمائی سیدنا ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اور ایسا ہی منقول ہے حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ
علیٰ ابیہا وعلیہا سے۔ اور سعید بن منصور بسند صحیح ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے
راوی کہ کچھ صحابہ کرام نے جمع ہو کر ساعت جمعہ کا تذکرہ فرمایا۔ پھر سب اس قول پر متفق ہو کر
متفرق ہوئے کہ وہ روز جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی و امام
محمد۔ و امام اسحاق بن راہویہ و امام الزملکانی۔ اور ان کے تلمیذ علائی وغیرہم علماء کا۔ امام
ابو عمرو بن عبد البر نے فرمایا اس باب میں اس سے ثابت تر کوئی قول نہیں۔ فاضل علی قاری نے
کہا۔ یہ تمام اقوال سے زیادہ لائق اعتبار ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں۔ اکثر احادیث اسی پر ہیں
ولہٰذا حضرت مصنف قدس سرہ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

دوسرا قول جب امام منبر پر بیٹھے۔ اس وقت سے فرض جمعہ کے سلام تک ساعت موعودہ
ہے۔ یہ حدیث مرفوع ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منصوص کہا۔ امام مسلم
نے فرمایا۔ یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے۔ اور اسی کو امام بیہقی و امام ابن العربی و امام قرطبی
نے اختیار کیا۔ امام نووی نے فرمایا۔ یہی صحیح بلکہ صواب ہے۔ اور اسی طرح روضہ و درمختار
میں اس کی تصحیح کی۔ و دلائل طرفین فتح الباری وغیرہ میں مبسوط۔ اور انصاف یہ ہے۔ کہ دونوں
جانب کافی ترجیحیں ہیں۔ طالب خیر کو چاہیے کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرے۔ یہ
طریقہ جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بیشک اس میں اصوب اقویٰ و اتم ادعا وقت

مطلوب کی توقع اعظم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

میں کہتا ہوں اس دوسرے قول پر اوس آمین میں دعا دل سے ہوگی۔ یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملیگا۔ خواہ جلسہ بین السجدتین میں جب تک امام بھی یہاں قدرے توقف کرے۔ فافہم ۔

نہم روز چہارشنبہ ظہر وعصر کے درمیان۔ قال الرضا۔ خصوصاً مسجد الفتح میں کہ مساجد مدینہ طیبہ سے ایک مسجد ہے۔ فصل آئندہ میں اس کی حدیث مذکور ہوگی ۔ دہم مسجد کو جاتے وقت۔ یازدہم وقت اذان۔ قال الرضا حدیث میں ہے۔ اوس وقت دروازے آسمان کھولے جاتے ہیں ۔ دوازدہم وقت تکبیر۔ سیزدہم درمیان اذان واقامت۔ چہاردہم جب امام ولا الضالین کہے۔ قال الرضا۔ یہاں دعا یہی آمین ہے۔ یا دل میں مانگے ۔ پانزدہم تا نوزدہم پنجگانہ فرضوں کے بعد۔ قال الرضا۔ رواہ الترمذی والنسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ہر نماز کے بعد کما رواہ الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً۔ اور کلام مصنف علامہ قدس سرہ میں باتباع حدیث اول فرائض پنجگانہ کی تخصیص اون کی فضیلت وترتیب کے سبب سے ہے۔ کما افادہ علی القاری فی الحرز ۔

بستم سجدے میں۔ قال الرضا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا۔ تو سجدے میں دعا زیادہ مانگو ۔ بست و یکم بعد تلاوت قرآن مجید ۔ بست و دوم بعد استماع قرآن شریف ۔ بست و سوم وقت ختم قرآن کریم ۔ قال الرضا۔ خصوصاً قاری کے لئے کہ ارشاد حدیث شریف۔ ایک دعا ضرور مستجاب ہے ۔ بست و چہارم۔ جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں ۔ بست و پنجم جب کفار سے لڑائی گرم ہو ۔ بست و ششم آب زمزم پی کر۔ قال الرضا۔ حدیث میں فرمایا۔ زمزم لما شرب لہ۔ زمزم اوس کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔ صححہ الامام ابن الجزری یعنی جس نیت سے پیا جائے وہ حاصل ہو صحیح حدیث میں ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبل ظہور اسلام مہینہ بھر صرف آب زمزم پیا۔ مکہ میں پوشیدہ رہتے تھے۔ کچھ کھانے کو نہ ملتا۔ تنہا اوس مبارک پانی نے کھانے پانی دونوں کا کام

دیا۔ اور جان نہایت تروتازہ وفربہ ہوگیا ۔ بست وھفتم۲۷ جب روزہ افطار
کرے۔ بست وھشتم۲۸ مینہ برستے میں ۔ بست ونہم۲۹ جب مرغ اذان دے
قال الرضا ۔ یہ سب اوقات حدیث میں آئے ہیں۔ اور مرغ بولنے کے باب میں ارشاد ہوا
ہے۔ کہ وہ ملک رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے ۔ اوس وقت اللہ کا فضل مانگو۔ فقیر اوس وقت
یوں دعا مانگتا ہے:۔ یاذا الفضل العظیم صل علی نبیک العظیم اسئلک
من فضلک العظیم ۔ سی ام۳۰ مجمع مسلمانان میں ۔ قال الرضا ۔ علماء فرماتے
ہیں۔ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں۔ اون میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا۔ سی ویکم۳۱
ذکر خدا و رسول کی مجلس میں۔ قال الرضا ۔ صحیح حدیث شریف میں ہے۔ کہ اون کی دعا پر
فرشتے آمین کہتے ہیں ۔ سی ودوم۳۲ مسلمان میت کے پاس خصوصاً جب اوس کی
آنکھیں بند کریں۔ قال الرضا ۔ یہاں بھی حدیث شریف میں آیا۔ کہ اوس وقت نیک
ہی بات منہ سے نکالو۔ کہ جو کچھ کہوگے۔ فرشتے اوس پر آمین کہیں گے ۔ سی وسوم۳۳
وقت رقت دل ۔ قال الرضا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث میں ہے
رقت قلب کے وقت دعا غنیمت جانو۔ کہ وہ رحمت ہے۔ اخرجہ الدیلمی عن
ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ ۔ سی وچہارم۳۴ دم سورج ڈھلے۔ قال الرضا
حدیث میں ہے۔ اوس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ نیز حدیث حسن طریقہ میں فرمایا
جب سائے ڈھلیں۔ اور ہوائیں چلیں۔ تو اپنی حاجات عرض کرو۔ کہ وہ ساعت اوابین کی ہے
رواہ الدیلمی و ابو نعیم عن ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ ۔ سی وپنجم۳۵
رات کو سوتے سے جاگ کر۔ قال الرضا حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔ جو رات کو سوتے سے جاگے پھر کہے: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر الحمد للہ وسبحان اللہ و
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اوس کے بعد اللھم اغفرلی
کہے۔ یا فرمایا۔ دعا مانگے قبول ہو۔ اور اگر وضو کرکے دو رکعت پڑھے۔ نماز مقبول ہو۔ رواہ
البخاری وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عبادۃ بن الصامت
رضی اللہ تعالی عنہ ۔ سی وششم۳۶ بعد قرات سورۂ اخلاص وغیرہ ذلک ۔
قال الرضا ۔ یہ وہ اوقات ہیں۔ کہ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے ۔ آپ

ز فقیر زائد کرتا ہے:۔ سی و ہفتم[۳۷] رجب کی چاند رات۔ سی و ہشتم[۳۸] شبِ برات۔ سی و نہم[۳۹] شبِ عید الفطر۔ چہلم[۴۰] شبِ عید اضحی۔ ابن عساکر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم خمس لیال لا ترد فیھن الدعوۃ اول لیلۃ من رجب و لیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ ولیلۃ الفطر ولیلۃ النحر۔ چہل و یکم[۴۱]۔ رات کی پہلی تہائی۔ چہل و دوم[۴۲]۔ رات کا پچھلا ثلث۔ چہل و سوم[۴۳]۔ اذان سننے میں جب حی علی الفلاح۔ چہل و چہارم[۴۴]۔ تلاوتِ سورۂ انعام میں دو اسم جلالت کے ابین یعنی آیۂ کریمہ مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ میں دونوں لفظ اللہ کے درمیان دعا کرے۔ چہل و پنجم[۴۵]۔ قراءتِ صحیح بخاری شریف میں جب اسمائے اصحابِ بدر پر پہنچے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

حضرت مصنف علام قدس سرہ کا وہ چھتیس ذکر کرکے وغیر ذلک فرمانا خود بتاتا تھا کہ انہیں میں حصر نہیں۔ اور بھی ہیں۔ تو فقیر کا یہ نو بڑھانا اسی کلمہ وغیر ذلک کی شرح تھی۔ اور ہنوز حصر نہیں۔ و فضل اللہ اطیب واکثر والحمد للہ رب العٰلمین

## فصل چہارم امکنۂ اجابت میں

قال الرضاء۔ وہ چالیس ہیں، تیئیس ذکر فرمودۂ حضرت مصنف قدس سرہ، اور سترہ ملحقاتِ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ۔

اوّل۔ مطاف۔ قال الرضا۔ یہ مسجد الحرام شریف میں ایک گول قطعہ ہے سنگِ مرمر سے مفروش اس کے بیچ میں کعبۂ معظمہ ہے۔ یہاں طواف کرتے ہیں۔ زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں مسجد اسی قدر تھی۔ افادہ المصنف قدس سرہ فی الجواہر۔ دوم ملتزم۔ قال الرضاء۔ یہ کعبۂ معظمہ کی دیوار شرقی کے پارۂ جنوبی کا نام ہے۔ جو درمیان درِ کعبہ و سنگِ اسود واقع ہے۔ یہاں لپٹ کر دعا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں جب

چاہوں جبرائیل کو دیکھوں کہ ملتزم سے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے۔ یا واجد یا ماجد لا تزل
علی نعمۃ انعمتہا علی۔ الحمد للہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کرم سے
مشرع عز وجل نے یہیں گدائے بینوا کو بھی یہ دعا کرامت فرمائی۔ بلا ملتزم سے لپٹ کر عرض
کیا ہے۔ یا ماجد یا ماجد لا تزل عنی نعمۃ انعمت علی۔ ارحم الراحمین عزّ نوالہ سے امید
قبول ہے۔ وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ اجمعین ٥
سوم مستجار کہ رکن شامی و یمانی کے درمیان محاذی ملتزم واقع ہے۔ قال الرضا، یا بر
قیاس سابق یوں کہئے کہ پشت کعبہ معظمہ کی دیوار غربی کے پارۂ جنوبی کا نام ہے جو درمیان در
مسدود و رکن یمانی واقع ہے۔ چہارم۔ داخل بیت۔ پنجم زیر میزاب۔ ششم
حطیم۔ ہفتم۔ حجر اسود۔ ہشتم رکن یمانی۔ قال الرضا خصوصاً جب کہ طواف
کرتے وہاں گزر ہو۔ حدیث شریف میں ہے یہاں اللّٰہم انی اسئلک العفو والعافیۃ
فی الدنیا والاٰخرۃ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب
النار پر ستر ہزار فرشتے آمین کہیں گے۔ رواہ ابن ماجۃ۔ نہم خلف مقام ابراہیم
علیہ الصلٰوۃ والتسلیم۔ دہم زمزم۔ یازدہم صفا۔ دوازدہم مروہ۔
سیزدہم مسعیٰ خصوصاً دونوں میل سبز کے درمیان۔ چہاردہم عرفات
خصوصاً نزد موقف نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پانزدہم مزدلفہ خصوصاً مشعر الحرام
شانزدہم منیٰ۔ ہفدہم۔ ہژدہم۔ نوزدہم۔ جمرات ثلٰثہ۔
بستم نظر کعبہ کہ جہاں کہیں ہو۔ اور ان میں سے بعض میں اجابت بعض کے نزدیک
بعض اوقات سے خاص ہے۔ قال الرضا، اشار الیہ الفاضل علی القاری فی
شرح اللباب وبسطہ الطحطاوی فی حاشیتی الدر ومراقی الفلاح قلت وان
قیل بالتعمیم فالفضل عمیم ٭ بست و یکم مسجد نبی صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم۔ بست و دوم مکان [illegible] دعا جہاں ایک مرتبہ دعا قبول ہوئی وہاں پھر
دعا کرے۔ قال تعالٰی هنالک دعا زکریا ربہ۔ قال الرضا۔ خواہ اپنی یا کسی دعا
کا قبول دیکھے۔ خواہ [illegible] مسلمان بھائی [illegible] سیدنا زکریا علی نبینا الکریم وعلیہ
الصلٰوۃ والتسلیم نے حضرت مریم [illegible] رب اکرم [illegible] بے فصل کے
[illegible] دیکھ کر [illegible] فرزند ہونے کی دعا کی [illegible]

علامہ قدس سرہٗ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت سے اشارہ فرمایا۔ بست و سوم اولیاء و علماء کی مجالس نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم اجمعین۔ قال الرضاء رب عزوجل جیسے حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

اب فقیر اپنی زیادات کو گنائے۔ بست و چہارم مواجہ شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ امام ابن الجزری فرماتے ہیں۔ دُعا یہاں قبول نہ ہوگی۔ تو کہاں ہوگی۔ اقول۔ آیۂ کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اس پر دلیل کافی ہے۔ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر طرح معاف کرسکتا ہے۔ مگر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور رسول ان کی بخشش چاہے۔ تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہی تو وہ نکتہ وکعبہ ہے جسے گم کرکے وہابیہ وادیٔ ضلال میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین بست و پنجم منبر اطہر کے پاس۔ بست و ششم مسجد اقدس کے ستونوں کے نزدیک۔ بست و ہفتم مسجد قبا شریف میں۔ بست و ہشتم مسجد الفتح میں خصوصاً روز چہار شنبہ بین الظہر والعصر امام احمد بسند جید اور بزار وغیرہما جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین دن دُعا فرمائی۔ دو شنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ۔ چہار شنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی۔ کہ خوشی کے آثار چہرۂ انور پر نمودار ہوئے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب مجھے کوئی امر مہم بشدت پیش [illegible] ہے۔ میں اوس ساعت میں دُعا کرتا ہوں۔ اجابت ظاہر ہوتی ہے۔ بست و نہم [illegible] وہ مساجد طیبہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ سیم [illegible] وہ کنوئیں جنہیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے۔ سی و یکم [illegible] سی و دوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام [illegible] سی و سوم۔ سی و چہارم مزارات بقیع و احد بست و دوم و بست و سوم [illegible] یہ چونتیس مقامات حرمین طیبین اور ان کے متعلقات میں لکھے۔ سی و پنجم [illegible] مزار سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھتا اور قبر
امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر دعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے۔
یہ مضمون امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان
میں نقل فرمایا۔ سی و ششم۔ مزار مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ وہ استجابت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔
سی و ہفتم۔ تربت سراپا برکت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
سی و ہشتم۔ مزار فائض الانوار سیدنا معروف کرخی قدس اللہ تعالیٰ سرہ۔ علامہ
زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ وہاں اجابت مجرب ہے۔ کہتے ہیں سو بار
سورۂ اخلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ حاجت پوری ہو۔ ذکرہ
فی الفصل الاول من المقصد السابع۔ سی و نہم۔ مرقد مبارک حضرت خواجہ
غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ۔ چہلم۔ حضرت امام ملک العلماء
ابوبکر مسعود کاشانی اور ان کی زوجہ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما
کے بین المزارین ذکرہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار۔ چہل و یکم۔ یوں ہی
حضرت سیدی ابوعبداللہ محمد بن احمد قرشی و حضرت سیدی ابن رسلان قدس اللہ
تعالیٰ سرہما کے مزاروں کے درمیان۔ ذکرہ الزرقانی فی الفصل المذکور
ان کے مزارات بیت المقدس میں ہیں۔ چہل و دوم۔ قرافہ میں امام اشہب و ابن القاسم
رحمہما اللہ تعالیٰ کے مزاروں کے درمیان کھڑے ہوکر سات بار قل ہو اللہ شریف پڑھے۔
پھر تو بقید جو دعا کرے قبول ہو۔ ذکرہ ایضا ثمہ۔ چہل و سوم۔ مرقد امام ابن ہلال
محدث احمد بن علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ذکرہ فی کشف الظنون عن القاضی
ابن شہبۃ عند ذکر معجم الصحابۃ لہ۔ چہل و چہارم۔ اسی طرح تمام اولیاء
و صلحاء و محبوبان خدا تعالیٰ کی بارگاہیں۔ خانقاہیں۔ مزار گاہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ
ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ آمین۔ ستر ہویں شریف ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ
میں کہ فقیر کو اکیسواں سال تھا۔ اعلیٰ حضرت مصنف علام سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد و
حضرت محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم
العلیہ کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بیکس پناہ حضور پر نور محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان

الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوا۔ حجرۂ مقدسہ کے چار طرف مجالسِ بلا لہو و سرود گرم تھیں۔
شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ دونوں حضرات عالیات اپنے قلوب مطہرہ کے
ساتھ حاضر مواجہہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے۔ اس فقیر بے توقیر نے ہجوم شور و شر سے خاطر
پریشان پائی۔ دروازۂ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیاء سے عرض کی کہ اے
مولیٰ غلام جس لئے حاضر ہوا۔ یہ آوازیں اوس میں مخل نماز ہیں۔ (لفظ یہی تھے۔ یا ان کے قریب
بہر حال مضمون معروضہ یہی تھا) یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں دروازۂ حجرۂ طاہرہ میں
رکھا۔ بعونِ ربِ قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو بیٹھے
پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کو رکھا تھا۔ باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا۔ پھر
بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں اندر رکھا۔ بحمد اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ
یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیاء کی کرامت۔ اور اس بندۂ ناچیز پر رحمت و معونت
ہے۔ شکر الٰہی بجا لایا۔ اور حاضر مواجہہ عالیہ ہو کر مشغول رہا۔ کوئی آواز نہ سنائی دی۔ جب
باہر آیا۔ پھر وہی حال تھا۔ کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔ فقیر نے یہ
اپنے اوپر گزری ہوئی گزارش کی۔ کہ اول تو وہ نعمت الٰہی تھی۔ اور رب عزوجل فرماتا ہے۔ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کرو۔ معہٰذا اوس میں
غلامانِ اولیائے کرام کے لئے بشارت اور منکروں پر بلا و حسرت ہے۔ الٰہی صدقہ اپنے محبوب
کا ہمیں دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے محبوبوں کے برکات بے پایاں سے بہرہ مند فرما۔
فانك انت الكريم وان الكريم لا يقطع عوائده ۝ والحمد لله رب العلمين

وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وسائر المحبوبين ۔ و

بارك وسلم آمين ۝

## فصلِ پنجم اسمِ اعظم و کلماتِ اجابت میں

قال الرضا۔ یہاں بیس بشارتیں ہیں۔ جو حضرت مصنف علام قدس سرہٗ نے ذکر
فرمائیں۔ اور گیارہ فقیر سگِ کوئے قادری غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بڑھائیں۔

یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

**بشارت ۴**۔ بعض علماء یا بدیع السمٰوٰت والارض یا ذا الجلال والاکرام کو اسم اعظم کہتے ہیں۔ قال الرضا۔ سری بن یحییٰ قدس سرہ بعض اولیاء سے راوی کہ دعا کی تھی اللہ تعالیٰ سے کہ مجھے اسم اعظم دکھا دے۔ مجھے آسمان میں ایک ستارہ نظر پڑا۔ جس پر لکھا تھا۔ یا بدیع السمٰوٰت والارض یا ذا الجلال والاکرام ۔

**بشارت ۵**۔ بعض علماء نے یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کو اسم اعظم کہا ۔

**بشارت ۶**۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ فرمایا۔ یہ اللہ کا وہ اسم اعظم ہے۔ کہ جب اس سے پکارا جائے۔ اجابت کرے۔ اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔ اخرجہ احمد وابن ابی شیبۃ والاربعۃ وابن حبان والحاکم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**بشارت ۷**۔ حدیث میں ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰہَ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْکَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان میں اسم اعظم ہے۔ رواہ ابن ماجۃ

**بشارت ۸**۔ ابو درداء و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اسم اعظم رَبِّ رَبِّ ہے۔ رواہ الحاکم حدیث میں آیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ یا رَبِّ یا رَبِّ کہتا ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے لَبَّیْکَ۔ اے میرے بندے مانگ کہ تجھے دیا جائے۔ رواہ ابن ابی الدنیا عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

**بشارت ۹**۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسم اعظم اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ہے ۔

**بشارت ۱۰**۔ ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمٰن شامی کہتے ہیں۔ اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے ۔

**بشارت ۱۱**۔ امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا۔ اسم اعظم کلمۂ توحید ہے ۔

بشارت ۱۲۔ امام فخر الدین رازی و بعض صوفیائے کرام نے کلمہ ھو کو اسم اعظم بتایا۔

بشارت ۱۳۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اَللّٰہُ اسم اعظم ہے کذا عزاہ الیھم القادری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تو اَللّٰہُ کہے۔ اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔

بشارت ۱۴۔ بعض علماء نے بسم اللہ شریف کو اسم اعظم کہا۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول کہ بِسْمِ اللّٰہِ زبانِ عارف سے ایسی ہے جیسے کُنْ کلام خالق سے۔

بشارت ۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو ان پانچ کلموں سے دعا کرے۔ اللہ تعالےٰ سے جو کچھ مانگے۔ اللہ عزوجل عطا فرمائے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

بشارت ۱۶۔ اوپر گزرا۔ کہ جو شخص يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ تین بار کہے فرشتہ کہتا ہے۔ مانگ کہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ نے تیری طرف توجہ فرمائی۔

بشارت ۱۷۔ پانچ بار یَا رَبَّنَا کہنے کا فضل امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے گزرا۔

بشارت ۱۸۔ یہی خاصیت اسمائے حسنیٰ کی ہے۔ قال الرضا۔

بشارت ۱۹۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہتے سنا۔ فرمایا مانگ۔ کہ تیری دعا قبول ہوئی۔

بشارت ۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس کچھ دعائیں لائے۔ اور عرض کی جب حضور کو کوئی حاجت پیش آئے۔ انہیں پڑھ کر دعا مانگیے۔ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا كَاشِفَ السُّوْءِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ بِكَ اُنْزِلُ حَاجَتِيْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا۔

# فصل ششم موانعِ اجابت میں

قال الرضاء - وہ پندرہ ہیں - پانچ افادۂ حضرت مصنف قدس سرہ - اور دس زیادت فقیر حقیر غفرلہ ۔

اے عزیز! اگر دعاء قبول نہ ہو - تو اوسے قصور سمجھے خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے - کہ اوس کی عطا میں نقصان نہیں - تیری دعا میں نقصان ہے -

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر — تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہر چہ ہست از قامتِ ناساز بے اندام ماست — ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

اے عزیز! دعاء چند سبب سے رد ہوتی ہے :-

**پہلا سبب** - کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا - اور یہ تیرا قصور ہے - اپنی خطا پر نادم ہونا - اور خدا کی شکایت کرنا نِری بے حیائی ہے - **قال الرضاء** نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک شخص سفر دراز کرے - بال بکھرے - کپڑے گرد میں اَٹے - اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے - اور یارب یارب کہے - اور اوس کا کھانا حرام سے - اور پینا حرام سے - اور پہننا حرام سے - اور پرورش پائی حرام سے - تو اوس کی دعا کہاں قبول ہو - سفر اور اوس پریشان حالی کا ذکر اس لئے فرمایا - کہ یہ زیادہ جالبِ رحمت و مورثِ اجابت ہوتے ہیں - باوجودیکہ جب اکل و شرب حرام سے ہے - امیدِ اجابت نہیں ۱۲

**دوسرا سبب** - گناہوں سے تلوث - **قال الرضاء** - اگرچہ یہ بھی سبب اول میں داخل تھا مگر بوجہ اہتمام بالشان ہونے کے جدا ذکر فرمایا ۱۲ - اسی واسطے دعا سے پہلے مظلوموں کے حقوق واپس کرنا - اور اون سے اپنے قصور بخشوانا - اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار اور ترکِ معاصی پر عزم مصمم کرنا لازم ہے - کعب احبار سے منقول زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قحط پڑا - آپ بنی اسرائیل کو لے کر تین بار دعا کے واسطے گئے مینہ نہ برسا - اللہ عزوجل نے وحی بھیجی - اے موسیٰ میں تیری اور تیرے ساتھ والوں کی دعا قبول نہ کروں گا - کہ تم میں ایک

نمام ہے کہ ایک کا عیب دوسرے سے بیان کرتا ہے۔ عرض کی۔ اے رب وہ کون ہے؟
کہ اوس کو ہم اپنے گروہ سے نکال دیں۔ حکم آیا۔ میں تمھیں نمیمی سے منع کرتا ہوں۔ اور خود ایسا کروں
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو توبہ کا حکم کیا۔ بعد توبہ دعا مانگتے ہی مینہ برسا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل سات برس قحط میں مبتلا رہے
یہاں تک کہ مردوں اور بچوں کو کھانے لگے۔ ہمیشہ پہاڑوں میں نکل جاتے۔ اور عاجزی و
تضرع کے ساتھ دعا مانگتے۔ اور روتے۔ مگر رحمت الٰہی اون کے حال پر اصلا توجہ نہ
فرماتی۔ یہاں تک کہ اون کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی۔ اگر تم میری
طرف اس قدر چلو۔ کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں۔ اور تمہارے ہاتھ آسمان کو لگ جائیں۔
اور تمہاری زبانیں دعا کرتے کرتے گونگی ہو جائیں۔ جب بھی میں تم میں سے کسی دعا مانگنے والے
کی دعا قبول نہ کروں۔ اور کسی رونے والے پر رحم نہ فرماؤں جب تک مظلوموں کو اون کے
حقوق واپس نہ کر دیں۔ پس بنی اسرائیل نے مظلوموں کو اون کے حق واپس کئے۔ اوسی
دن مینہ برسا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل ایام قحط میں مینہ کی دعا کے لئے
نکلے پیغمبر وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی۔ اون سے کہہ دے۔ کہ تم میری
طرف نکلتے ہو ناپاک بدنوں کے ساتھ اور وہ ہتھیلیاں میری طرف اوٹھاتے ہو جن سے
تم نے خون ناحق کئے۔ اور تم نے اپنے پیٹ حرام مال سے بھرے ہیں۔ اب تم پر میرا غضب
سخت ہو گیا۔ اور تم کو سوا زیادہ مجھ سے دور ہونے کے دعا سے کچھ فائدہ نہ ملے گا۔

اور ابو صدیق ناجی سے روایت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مینہ کی دعا
کے واسطے باہر نکلے۔ ایک چیونٹی کو دیکھا۔ اپنے پاؤں آسمان کی طرف اوٹھائے کہتی ہے۔ الٰہی
میں بھی تیری خلق سے ایک مخلوق ہوں۔ اور ہم کو تیرے رزق سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی پس
تو ہم کو اوروں کے گناہوں کے سبب ہلاک نہ کر۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ کر فرمایا
لوٹ چلو۔ کہ اس چیونٹی کی دعا سے مینہ برسے گا۔

اوزاعی کہتے ہیں۔ لوگ مینہ کی دعا کے لئے نکلے۔ بلال بن سعد نے خدا کی تعریف و ثنا کر کے
کہا۔ اے حاضرین۔ کیا تم اپنے گناہ کا اقرار نہیں کرتے ہو۔ سب نے کہا۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔
پھر کہا۔ الٰہی تو فرماتا ہے۔ ما علی المحسنین من سبیل۔ اور ہم اپنی گنہگاری کا اقرار کرتے ہیں

پس حضرت تیری ہمارے امثال کے واسطے ہے۔ الٰہی ہم کو تشنہ سے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور
ہم کو پانی دے۔ پھر اپنے ہاتھ اوٹھائے۔ اور مینہ برسا ٭

کسی نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مینہ کے لئے دعا کیجئے۔ فرمایا۔ تم مینہ برسنے میں دیر
سمجھتے ہو۔ اور میں پتھر برسنے میں یعنی تم سمجھتے ہو۔ کہ مینہ برسنے میں دیر ہو گئی۔ اور میں کہتا ہوں
یہ خدا کی رحمت ہے۔ کہ پتھر نہیں پڑتے ٭

**تیسرا سبب**۔ استغنائے حق ہے۔ وہ حاکم ہے۔ محکوم نہیں۔ غالب ہے مغلوب نہیں
مالک ہے تابع نہیں۔ اگر تیری دعا قبول فرمائی۔ تجھے ناخوشی اور تقاضے شکایت اور شکوے
کی مجال کب ہے۔ جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں
جب چاہتے ہیں منع فرماتے ہیں۔ تو تو کس شمار میں ہے۔ کہ اپنی مراد پر اصرار کرتا ہے۔
وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ٭ **قال الرضا**۔ اوس کا
استغنا حق۔ اوسکا وعدہ حق۔ اوس کی بات تمام۔ اوس کی رحمت عام۔ دعا کہ شرائط و
آداب کی جامع ہو حصولِ مسئول ہی کے ساتھ قبول ہونا ضرور نہیں۔ ورنہ دفع بلا ہے۔ ثواب عقبیٰ
ہے۔ جیسا کہ آتا ہے۔ اور بالجملہ اوسپر کچھ واجب نہیں۔ یفعل اللہ ما یشاء۔ ان اللہ
یحکم ما یرید ٭ نہ اوس کے غنائے مطلق میں کوئی شک۔ ان اللہ ھو الغنی الحمید ٭
نہ اوس کے کسی وعدے یا وعید میں فرق آنا ممکن۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد ٭ ما یبدل
القول لدی وما انا بظلام للعبید ٭ آہ آہ آہ ؎

| | زاستغنائے حق فریاد ما را | | جگر خوں پیشہ وزیں یاد ما را | |
|---|---|---|---|---|

لا ملجأ من اللہ الا الیہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی
علی الرحمۃ المھداۃ اقرب وسیلۃ الی اللہ وآلہ وصحبہ بالتبجیل ٭

**چوتھا سبب** حکمت الٰہی ہے۔ کبھی تو براہ نادانی کوئی چیز اوس سے طلب کرتا ہے
اور وہ براہ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضر ہے رد فرماتا ہے۔ مثلاً
تو جویائے سیم و زر ہے۔ اور اوس میں تیرے ایمان کا خطرہ ہے۔ یا تو خواہان تندرستی و عافیت
ہے اور وہ علم خدا میں موجب نقصان عاقبت ہے۔ ایسا رد قبول سے بہتر۔ عَسٰی اَنْ
تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ پر نظر کر اور اس رد کا شکر بجالا ٭

**پانچواں سبب**۔ کبھی دعا کے بدلے ثواب آخرت دینا منظور ہوتا ہے۔ تو گنہگار دنیا طلب کرتا ہے۔ اور پروردگار نفائس آخرت تیرے لئے ذخیرہ فرماتا ہے۔ یہ جائے شکر ہے نہ مقام شکایت

**قال الرضا سبب ۶ تا سبب ۱۱**۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تین شخص ہیں کہ تیرا رب ان کی دعا نہیں قبول کرتا۔ ایک وہ کہ ویرانے مکان میں اترے دوسرا وہ مسافر کہ سر راہ مقام کرے یعنی سڑک سے بچکر نہ ٹھہرے۔ بلکہ خاص راستے ہی پر نزول کرے۔ تیسرا وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا۔ اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔
اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمٰن بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنه بسند حسن۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تین شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بدخلق عورت ہو پھر وہ اسے طلاق نہ دے دوسرا وہ جس کا کسی پر کچھ آتا تھا۔ اور اس کے گواہ نہ کرلئے۔ تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کردیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سفیہوں کو اپنے مال نہ دو۔ اخرجه الحاکم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنه بسند نظیف۔ تو یہ چھ ہوئے جنکی نسبت تصریح فرمائی کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ **اقول** وباللہ التوفیق۔ مگر ظاہراً اس سے مراد یہی کہ اس خاص مادے میں ان کی دعا نہ سنی جائیگی۔ نہ یہ کہ ایسا کرنے سے مطلقاً اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو۔ اور ان امور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کئے ہیں۔ ویرانے مکان میں اترنے والا اس کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ پھر اگر وہاں چوری ہو۔ یا کوئی لوٹ لے۔ یا جن ایذا پہنچائیں۔ تو یہ باتیں خود اس کی قبول کی ہوئی ہیں۔ اب کیوں ان کے رفع کی دعا کرتا ہے۔ یوں ہی جب راستے پر قیام کیا۔ تو ہر قسم کے لوگ گذریں گے۔ اب اگر چوری ہو جائے۔ یا ہاتھی گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان۔ یا رات کو سانپ وغیرہ سے ایذا پہنچے۔ اس کا اپنا کیا ہوا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شب کو سر راہ منزل نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور جانور کو خود چھوڑ کر اس کے حبس کی دعا تو ظاہر حماقت ہے۔ کیا واحد قہار کو آزماتا یا معاذ اللہ اسے اپنا محکوم ٹھہراتا ہے۔ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے کہا۔ اگر خدا کی قدرت پر بھروسا ہے۔ اپنے آپ کو اس پہاڑ سے نیچے گرادو۔ فرمایا میں اپنے رب کو آزماتا نہیں۔ اور عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے۔ اس کی کجی ہرگز نہ جائے گی۔ سیدھا کرنا چاہو۔ تو توڑ

جائے گی۔ اور اوس کا فوت ہونا ہے۔ کہ طلاق دیدی جائے۔ پس یا تو آدمی اوس کی کجی پر صبر کرے
یا طلاق دیدے یہ کہ نہ طلاق دیتا نہ صبر کرتا بلکہ بددعا دیتا ہے۔ قابل قبول نہیں۔ تیسرا بھی
جب گواہ نہ کیے خود اپنا مال مہلکہ میں ڈالا۔ اور سفیہ کو دینا بربادی کے لئے پیش کرنا ہے۔
پھر دانستہ مواقع مضرت میں پڑ کر خلاص مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ نوشتن گردہ
را علاج نیست۔ فقیر کے خیال میں ظاہراً معنے احادیث یہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد حاشیہ اشباہ والنظائر میں دیکھا۔ کہ فوائد شتّٰے میں مبسوط کی
کتاب الحج سے یہ پچھلے تین شخص نقل کئے کہ اون کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

علامہ حموی نے غمز العیون والبصائر میں احکام القرآن امام ابوبکر جصاص سے نقل کیا۔ کہ
ضحاک نے اپنے دین پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا۔ ان ذهب حقه لم يؤجر
ان دعا عليه لم يجب لانه ترك حق الله تعالى وامره۔ یعنی اگر اوس کا حق مارا جائے
تو کچھ اجر نہ پائے۔ اور اگر مدیون پر بددعا کرے۔ تو قبول نہ ہو۔ کہ اوس نے اللہ عزوجل کا
حق چھوڑا۔ اور اوس کے امر کا خلاف کیا۔ یعنی قول تعالیٰ واشهدوا اذا تبايعتم
یہ نقل بحمد اللہ تعالیٰ اوس معنی کی مؤید ہے جو فقیر نے سمجھے۔ یعنی اون کی دعا مقبول نہ ہونا
خاص اسی مادے میں ہے۔

سبب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ اسی غمز العیون میں کتاب المحاضرات ابو یحییٰ زکریا مراغی
سے نقل کیا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چھ
شخصوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ تین تو یہی پچھلے ذکر فرمائے۔ اور ایک وہ جو اپنے گھر
میں منہ چھپائے بیٹھا رہے۔ کہ اے رب میرے مجھے روزی دے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے
کیا میں نے تجھے رزق ڈھونڈنے کا حکم نہ دیا تو نے میرا ارشاد نہ سنا فانتشروا فی
الارض وابتغوا من فضل الله پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔
دوسرا وہ جس نے اپنا مال فضول خرچیوں میں کھو دیا۔ اب کہتا ہے اے رب مجھے اور دے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہ دیا تھا۔ کیا تو نے میرا ارشاد نہ سنا
تھا۔ والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواماً
تیسرا وہ کہ ایسے لوگوں میں مقیم رہے جو اوسے ایذا دیتے ہیں۔ اور دعا کرے۔ اے
رب میرے مجھے اون کے شر سے کفایت کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے ہجرت

یا پاخانے میں بغیر بسم اللہ کہے جائے۔ کہ خباثت سے مضرت کا اندیشہ ہے۔
یا فاسقوں فاجروں بد وضعوں بد مذہبوں کے پاس نشست برخاست کرے۔
کہ اگر بالفرض صحبت بد کے اثر سے بچا۔ تو تہمت ضرور ہو جائے گا۔ یا لوگوں کے راستوں
میں خواہ اون کی نشست برخاست کی جگہ پاخانہ پیشاب کرے کہ آپ ہی گالیاں کھائیگا
یا سفر سے پلٹ کر بغیر اطلاع کئے رات کو اپنے گھر میں چلا آئے۔ کہ مکروہ دیکھنے کا احتمال
ہے۔ یہ سب امور حدیثوں میں ماثور۔ اور اسی قسم کے اور صدہا آداب احادیث میں مذکور
اور کتب ائمہ وعلماء میں مسطور جن کی تخریج کے لئے مجلدات بھی کافی نہیں۔ و بربنائے تقریر
مذکور ان سب صورتوں میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان خاص باتوں میں ان لوگوں کی دعا قبول نہ ہوگی
کہ اونہوں نے خود خلاف حکم شرع کے موقع مضرت میں قدم رکھا۔ اور خادم حدیث جانتا
ہے کہ اکثر حدیث میں بعض باتوں کا تذکرہ اور اون کے ذکر سے اون کے نظائر و امثال کی طرف
اشارہ فرماتے ہیں۔ ھذا ما عندی واللہ تعالٰی اعلم۔

سبب ۱۵۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کرنا۔ یعنی کسی جماعت میں کچھ لوگ اللہ عز و
جل کی نافرمانی کرتے ہوں۔ دوسرے خاموش رہیں۔ اور حتی المقدور اونہیں باز نہ رکھیں
منع نہ کریں۔ کہ ہر ایک کے اعمال اوس کے ساتھ ہیں۔ ہمیں روکنے منع کرنے سے کیا غرض
تو ہر بلا آئے گی۔ اوس میں نیکوں کی دعا بھی نہ سنی جائے گی۔ کہ یہ خود نہی و امر چھوڑ کر تارک
واجب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یا تو تم امر بالمعروف و
نہی عن المنکر کروگے۔ یا اللہ تعالٰی تم پر تمہارے بدوں کو مسلط کر دے گا۔ پھر تمہارے
نیک دعا کریں گے۔ تو قبول نہ ہوگی۔ اخرجہ البزار والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن

تنبیہ۔ الحاصل کسی صورت میں دعا قبول نہ ہونا یقینی قطعی نہیں۔ نہ اس سے یہ
مراد کہ ایسی حالتوں میں دعا کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں۔ حاشا دعا
سلاح اہل ایمان ہے۔ دعا جالب امن و امان ہے۔ دعا نور زمین و آسمان ہے۔
دعا باعث رضائے رحمن ہے۔ بلکہ مقصود ان امور سے روکنا ہے۔ کہ یہ دعا کی
اجابت میں حجاب اور اثر کے لئے سد باب ہوتے ہیں۔ تو ان سے بچنا لازم۔ اور
جس سے واقع ہو لئے۔ اگر ہنوز موجود ہیں۔ تو اون کا ازالہ ضرور۔ جیسے مال حرام جس سے لیا

ہے۔ واپس دے، وہ نہ رہا ہو اس کے وارث کو دے۔ یا اُن سے معاف کرائے۔ کوئی نہ ملے۔ تو صدقہ کر دے۔ اور جو گناہ بچے۔ توبہ و استغفار اور آئندہ کے لئے ترک اصرار کا عزم صحیح کرے۔ اس کی برکت اُن کی نحوست کو زائل کر دیگی۔ اور دُعا رباذنہٖ تعالےٰ اپنا اثر دے گی۔ وباللہ التوفیق ؏

## فصل ہفتم کن کن باتوں کی دُعا نہ کرنی چاہیئے

**قال الرضا**۔ اِس میں چند مسئلے ہیں۔ لہٰذہ ارشاد حضرت مصنف علام اور میں التحات قیر مستہام :-

**مسئلہ اُولیٰ**۔ دُعا میں حد سے نہ بڑھے مثلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ مانگنا یا آسمان پر چڑھنے کی تمنا کرنا۔ اسی طرح جو چیزیں محال یا قریب بمحال ہیں نہ مانگے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

**قال الرضا**۔ در مختار وغیرہ میں اسی قبیل سے گنا ہمیشہ کے لئے تندرستی و عافیت مانگنا کہ آدمی کا عمر بھر کبھی کسی طرح کی تکلیف میں نہ پڑنا بھی محال عادی ہے۔ **اقول**۔ مگر حدیث شریف میں ہے :-

اللّٰھم اِنِّی اسئلک العافیۃ وتمام العافیۃ ودوام العافیۃ۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت۔ اور عافیت کی تمامی۔ اور عافیت کی ہمیشگی۔ مگر یہ کہ تمام العافیۃ سے دین و دنیا و روح و جسم کی عافیت ہر بلا سے مراد ہو۔ جو حقیقۃً بلا ہے۔ یا ناقابلِ برداشت۔ اگرچہ بنظرِ اجر وجزا نعمت و عطا ہے۔ دین میں عقیدہ تو عملاً کسی قسم کا نقص مطلقاً بلا ہے۔ اور روح پر غم و فکر مجتبٰے کے سوا اور ہر غم و پریشانی مطلقاً رنج و عنا ہے۔ اور جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار زکام درد سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں نعمت ہیں۔ بلکہ انکا نہ ہونا بلا ہے۔ مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گذریں کہ کوئی علت و قلت نہ پہنچے۔ تو استغفار و انابت فرماتے ہیں کہ مبادا ہم کو ڈھیل دی گئی ہو۔ ہاں سخت امراض مثل جنون و جذام و برص وکوری و طاعون یا سانپ کا کاٹنا جلنا۔ ڈوبنا۔ دبنا گرنا و امثال ذٰلک اگرچہ مسلمان کے کفارۂ ذنوب و باعث اجر و شہادت ورحمت ہیں ضرور بلا اور لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ میں داخل ہیں۔ ولہٰذا ان سے عافیت مانگی گئی۔ اور اسی لئے حدیث شریف میں اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَیِّءِ الْاَسْقَامِ مجھے امراض کی قید لگا کر منا مطلب کی۔ تو تمام العافیۃ و دوام العافیۃ کا یہی محمل اور کلام فقہاء سے منافی

نائل - اسی طرح علامہ قسطلانی و علامہ لقانی وغیرہما نے اسی سے شمار کیا - دونوں جہان کی بھلائی مانگنا
یعنی اگر یہ مقصود ہو کہ دارین کی سب خوبیاں دے کہ ان خوبیوں میں مراتب انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام بھی داخل ہیں جو اسے نہیں مل سکتے یا - اور اسی میں داخل ہے ایسے امر کے جس کی دعا
مانگنا جس پر قلم جاری ہوچکا - مثلاً لمبا آدمی کہے میرا قد کم ہو جائے - یا چھوٹی آنکھوں والا میری
آنکھیں بڑی ہو جائیں - قال الرضا - اگرچہ محال عقلی کے سوا کہ اصلاً صلاحیت قدرت
نہیں رکھتا سب کچھ زیر قدرت الٰہیہ داخل ہے - مگر خلاف عادت بات کی خواستگاری
صرف حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وقت اظہار معجزہ و کرامت بغرض ارشاد
و اثبات و اتمام حجت باذن اللہ تعالیٰ جائز ہے - اور دوں کا عالم اسباب میں ہو کر ایسی بات
مانگنا اپنی حد سے بڑھنا اور جہل و سفاہت میں پڑنا ہے کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ
فاہ وما ہو ببالغہ جیسے کوئی اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے - کہ پانی خود اوس کے منہ میں
پہنچ جائے - اور ہرگز نہ پہنچے گا ۔

مسئلہ ۲ - لغو اور بیفائدہ دعا نہ کرے - ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حکایت کرتے ہیں
بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بسوس نام - اوسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہوں گی - اپنی عورت
کے لئے دعا کی تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو گئی - مغرور و مشرور کرنے اور
شوہر کو ستانے لگی، ایک دن اوسے خفا ہو کر کہا - خدا تجھے کتیا کر دے - اوسی وقت کتیا ہو گئی
پھر بیٹوں کی سفارش سے اوس کے لئے دعا کی - الٰہی اسے اصلی صورت پر کر دے جو صورت پہلے
تھی وہی ہو گئی - اور تینوں دعائیں مفت ضائع ہوئیں ۔

مسئلہ ۳ - گناہ کی دعا نہ کرے - کہ مجھے پرایا مال مل جائے - یا کوئی فاحشہ زنا کرے کہ گناہ
کی طلب بھی گناہ ہے ۔

مسئلہ ۴ - قطع رحم کی دعا نہ کرے - مثلاً فلاں و فلاں رشتہ داروں میں لڑائی ہو جائے -
حدیث میں ہے مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے - جب تک ظلم و قطع رحم کی درخواست نہ کرے ۔
قال الرضا - قطع رحم بھی ایک قسم اثم ہے - جسے بوجہ شدت اہتمام احادیث اب میں اثم پر
عطف فرمایا - مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم اسی لئے مصنف علام قدس سرہ نے
باتباع احادیث اوسے مسئلہ جداگانہ ٹھہرایا ۔

مسئلہ ۵ - اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے - کہ پروردگار غنی ہے اگر تمام خلق کو ایک ساعت

میں اون کے حوصلے سے زیادہ بخشے۔ اوس کے خزانے میں کچھ نقصان نہ ہو۔ حضرت امام المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو۔ کہ وہ اوسط بہشت
اور اعلیٰ جنت ہے۔ اور اوس کے اوپر ہے عرش رحمٰن کا۔ اور اوسی سے جاری ہوتی ہیں نہریں
بہشت کی۔ اور یہ بھی آیا ہے جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے۔
اے عزیز وہ کریم و رحیم ہے بے مانگے کروڑوں نعمتیں تیرے حوصلہ و لیاقت سے زیادہ
تجھے عطا کرتا ہے۔ اگر تو اوس سے مانگیگا کیا کچھ نہ پائے گا۔ ولنعم ما قیل ؎

آنکہ ناخواستہ عطا بخشد ۔۔۔ گر تو خواہش کنی چہا بخشد
بادشاہے ست او اگر خواہد ۔۔۔ ہر دو عالم بیک گدا بخشد

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ جوتے کا دوال ٹوٹے۔ تو وہ بھی خدا سے مانگ۔ اور بعض خطابات
موسیٰ علیہ السلام میں ہے۔ ہانڈی کا نمک بھی مجھ سے مانگ۔ مطلب اوس کا یہ ہے کہ
تمام توجہ اپنی میری طرف رکھ۔ غیر سے اصلا تعلق نہ کر جو مانگ مجھی سے مانگ۔ اگر احیانا
کسی خسیس چیز کی ضرورت ہو۔ مجھ سے سوال کرنے یہ کہ خسیس ہی سوال کیا کر۔ اور تحقیق یہ ہے
کہ یہ امر باختلافِ احوال مختلف ہے جو کہ خدا کے عموم کرم و قدرت اور اپنی عاجزی
واحتیاج پر نظر ہو۔ اور باوجود اس کے خسیس حقیر چیز کی ضرورت ہو دوسرے سے سوال کرنا اور
غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا قبول نہ کرے۔ اس قسم کا سوال خدا سے مضائقہ نہیں رکھتا۔ ہاں بلا ضرورت
خسیس چیز مانگنی حماقت ہے۔ عمدہ شے مانگے کہ خدا کریم ہے اور ہر چیز پر قادر۔ وقال الرضا
دنیا ذلیل اور اوس کی تمام متاع باآں کثرت نہایت قلیل۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ وہ مدت
کے لئے زاد مسافر ہے۔ اور زاد بقدرِ حاجت درکار ہوتا ہے۔ نہ لادنے کو۔ لہٰذا اوس میں زیادہ کی
ہوس کثرت کی طلب مبغوض ٹھیری۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ اور بے ضرورت
شرعیہ غیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے کی اجازت نہیں۔ تو اب حاجت موجود اور
غیر سے مانگنا نامحمود۔ اور زیادہ کی ہوس بھی مردود۔ لاجرم نمک کی کنکری بھی رب ہی سے
مانگینگے۔ اور اس کی جگہ یہ نہ کہینگے کہ نمک کا پہاڑ دیدے۔ یا پیسے کی ضرورت ہے تو کروڑ
روپے دیدے نہ کہ ایک پیسہ۔ اور کروڑ اشرفی ذلیل و قلیل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ یہ
کہ الیٰ ما منہ رزق ہو جائیگا۔ بخلاف نعیم آخرت کہ اوس میں زیادت مطلوب و مقصود اور
عطائے کریم غیر محدود۔ پھر کیوں کم پر قناعت کریں۔ وللہ الحمد ؎

مسئلہ ۷ ۔ رنج ومصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے۔ کہ مسلمان کی زندگی اوس کے حق میں غنیمت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک شخص شہید ہوا۔ جس دن بعد اوسکا بھائی بھی مر گیا۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اوسکو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے۔ خواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی۔ اور اوسکی پیش قدمی پر تعجب کیا۔ فرمایا۔ جو پیچھے مرا کیا اوس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا۔ اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی یعنی مقام تعجب نہیں کہ اوس کی عبادت اوس کی عبادت سے زیادہ ہے۔

اے عزیز! وہاں کے لئے کیا جمع کیا کہ یہاں سے بھاگتا ہے۔ اگر موت کی شدت وسختی سے واقف ہو۔ تو آرزو کرے۔ کاش تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہو۔ اور چند روز موت کی مہلت ملے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رنج کے سبب سے موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر ناچار ہو جاؤ۔ کہو۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔ خدایا مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے۔ اور مجھے وفات دے جس وقت موت میرے حق میں بہتر ہو۔

ایک شخص نے پوچھا۔ بہتر لوگوں کا کون ہے۔ فرمایا جس کی عمر دراز ہو۔ اور کام اچھے۔ عرض کی بدتر لوگوں کا کون ہے۔ فرمایا جس کی عمر بڑی ہو۔ اور کام بُرے۔ پس نیکو کار کیواسطے زندگی غنیمت اور بدکار کے لئے زندگی نقمت۔ مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جس قدر جیونگا۔ زیادہ گناہ کرونگا۔ نادانی ہے۔ اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے۔ تو اون کے ترک پر مستعد ہو۔ اور عمر دراز طلب کرے کہ عبادت وریاضت سے اونکا تدارک کرے۔ فَاِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا فرمانا يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ دعا ہلاک نہیں۔ بلکہ آرزو۔ اور تمنا زمانہ ماضی کی ہے۔ اور رنج ومصیبت سے گھبرانے کی قید اسلئے ہم نے ذکر کی۔ کہ یہ دعا بسبب شوق وصل الٰہی واشتیاق لقائے صالحین درست ہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کرتے ہیں۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ اسی طرح جب دین میں فتنہ دیکھے۔ تو اپنے مرنے کی دعا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے اِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔ حدیث میں ہے۔ فرماتے ہیں۔ کوئی تم سے موت کی آرزو نہ کرے۔ مگر یہ کہ اعتماد

نیکی کرنے پر زندہ رہتا ہو۔ قال الرضا۔ خلاصہ یہ کہ دنیوی مضرتوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے۔ اور دینی مضرت کے خوف سے جائز۔ کما فی الدر المختار والخلاصۃ وغیرھما۔

**مسئلہ ۷۔** بغیر غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعاء نہ مانگے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا سمعتم الرجل یقول ھلک الناس فھو اھلکھم جب سنو تم کسی مرد کو کہتا ہے لوگ ہلاک ہوں تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔[۱]

حدیث شریف میں ہے ایک شرابی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر لائے حضور نے حد مارنے کا حکم دیا۔ کوئی اوس کے دھول مارتا۔ کوئی جوتے۔ فرمایا۔ اس کو ملامت کرو کسی نے کہا تجھ کو خدا کا خوف نہ آیا۔ کسی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرم نہ آیا۔ ایک نے کہا اخزاک اللہ خدا تجھے خوار کرے۔ فرمایا۔ یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو اللھم اغفر لہ اللھم ارحمہ۔ خدایا اوس کو بخشش دے خدایا اس پر رحم فرما۔

طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ دوس پر دعا کیجئے۔ فرمایا۔ اللھم اھد دوسا وأت بھم۔ خدایا دوس کو ہدایت فرما۔ اور اون کو یہاں لے آ۔

اسی طرح جب ثقیف کے تیروں سے بہت مسلمان شہید ہوگئے صحابہ نے گزارش کی۔ اون پر دعا کیجئے۔ فرمایا۔ اللھم اھد ثقیفا۔ خدایا ثقیف کو ہدایت فرما۔

جنگ احد میں ظالموں نے دندان مبارک سنگ ستم سے شہید کیا۔ اور کفار طائف نے حضور کے جسم نازنین پر اس قدر پتھر مارے۔ کہ پاشنہ مبارک خون سے آلودہ ہوگئے۔ مگر اون پر بھی دعا ہلاک و خرابی نہ کی۔ حضور اگر چاہتے۔ وہ سب ہلاک ہوجاتے۔

• عطیہ ان اللہ لا یحب المعتدین۔ کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھتے اور کہتے ہیں اللہ اون کو خوار کرے۔ اللہ اون پر لعنت کرے۔ • مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصلحین۔ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے۔ اور جھگڑوں کے انکار سے

---

۱؎ یعنی جو شخص اوروں کی ہلاکت و خرابی چاہتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ہلاک و خراب ہوتا ہے اور بعض ھلک الناس کو بصیغۂ ماضی کہتے ہیں۔ یعنی جو اوروں کو ہلاکت میں مبتلا اور تباہ۔ اور اپنے آپ کو اون سے بہتر جانتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ہلاکت میں مبتلا اور تباہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ قدس سرہ۔

متغیر نہ ہو۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ خدایا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں ۔

ہاں اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو۔ اور جینے سے دین کا نقصان ہو۔ یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترک ظلم کی نہ ہو۔ اور اوس کا مرنا تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو۔ ایسے شخص پر بد دعا درست ہے۔ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا۔ کہ قوم کے سرکش اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئیں گے۔ اور وَدّ و سُواع و یَغُوث و یَعُوق و نَسر کو نہ چھوڑیں گے جناب الٰہی میں عرض کی۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ خدایا زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ ۔

اسی طرح حضرت سیدنا موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعا کی رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ۔ خدایا اون کے مال مٹا دے اور اون کے دلوں پر سختی کر۔ کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں ۔

اور اسی قسم کے اغراض کے واسطے ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی احیانًا بعض کفار پر دعا کرنا ثابت ہے ۔

قال الرضاء بعض اون میں سے حضرت مصنف علام قدس سرہ نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب کے باب معجزات میں ذکر فرمائیں ۔

**مسئلہ ۸** ۔ کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ کرے۔ کہ تو کافر ہو جائے۔ کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ اور تحقیق یہ ہے۔ کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو برا جان کر کہے۔ بلا ریب کفر ہے۔ ورنہ بڑا گناہ ہے۔ کہ مسلمان کی بدخواہی حرام ہے۔ خصوصاً یہ بدخواہی کہ سب بدخواہیوں سے بدتر ہے ۔

**مسئلہ ۹** ۔ کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے۔ اور اوسے مردود و ملعون نہ کہے۔ اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں۔ اوس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کہے۔ یوں ہی بچھو[1] اور چوہا اور جمادات و حیوانات

---

[1] مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث میں لعنت آئی ہے ۱۲ منہ قدس سرہ

پر بھی لعنت ممنوع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مسلمان بہت طعن[1] کرنے والا اور لعن کرنے والا۔ اور فحش و بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔ دوسری حدیث شریف میں ہے بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہوں گے۔ تیسری حدیث شریف میں ہے۔ مسلمان کی لعنت مثل اوس کے قتل کے ہے۔ چوتھی حدیث میں ہے۔ جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے۔ وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اوس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے۔ اوس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر داہنے بائیں پھرتی ہے۔ جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی۔ اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے۔ تو اوس پر جاتی ہے۔ ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے۔

اور فرماتے ہیں۔ اے عورتو صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں۔ عرض کی کس سبب سے۔ فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو۔

امام غزالی کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سہ بار شراب پی۔ ایک صحابی نے اوس پر لعنت کی۔ اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہیگا۔ حضور نے فرمایا۔ شیطان اسکا دشمن موجود ہے۔ وہ کفایت کرتا ہے۔ تو لعنت کرکے شیطان کا یار نہ ہو۔

اور ایک شخص نے شراب پی۔ لوگ اوسکو مارتے۔ اور لعنت کرتے۔ فرمایا لعنت نہ کرو۔ کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔

سوال۔ شرع شریف میں ظالموں۔ اور بیاج کھانے والوں اور آدمی کے سامنے میں پڑتے والوں پر۔ اور اوس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ اور جو بدعتی کو جگہ دے۔ اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے۔ اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے۔ اور اگلے

[1] فی روایۃ الترمذی لا یکون المؤمن لعاناً۔ وفی اخریٰ له لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعاناً۔ وروی ایضاً المسلم۔ لیس بلعان۔ والبخاری لم یکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاحشاً ولا لعاناً ۱۲ منہ قدس سرہ

پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان

داؤد و عیسیٰ بن مریم اور فرشتے بھی اون پر لعنت کیا کرتے ہیں۔ اولٰئک جزاؤھم
ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خٰلدین فیھا

جواب۔ لعنت لغت میں بمعنی طرد و ابعاد کے ہے۔ اور اہل شریعت کبھی اوس سے طرد و ابعاد رحمت الٰہی و بہشت سے مراد اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجۂ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔ پہلے معنے کافروں کے لئے خاص ہیں جس شخص کا کفر بطریق یقین جیسے ابوجہل۔ ابولہب۔ فرعون۔ شیطان۔ ہامان۔ اوس پر لعنت جائز۔ جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن پر لعنت کرتے تھے۔ باعلام الٰہی اون کے کافر مرنے سے واقف تھے۔ اور فرشتے بھی اونہیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بدانجامی سے باعلام الٰہی واقف ہوتے ہیں۔ یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں یعنی لعنۃ اللہ علی الکٰفرین کہتے ہیں اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے۔ جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے۔ وہاں دوسرے معنے مراد ہیں۔ مگر وہ اس قسم کا بھی مقید بوصف عام ہوتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین اور لعنۃ اللہ علی الظٰلمین کہہ سکتے ہیں۔ کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کرسکتے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنی کسی پر جائز نہیں۔ سوا اون کے جن کے کافر مرنے کی خبر صادق نے خبر دی۔ اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اوس کا بعد اخیر محتمل ہو لعنت نہ کریں۔ طریقۂ محمدیہ میں ہے۔ سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں۔ یہاں تک کہ بہت محققین علماء[1] یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ باوجود اس کے

---

[1] علماء یزید کی تکفیر اور اوس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں۔ امام احمد اوسے کافر اور لعنت اوس پر جائز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اوس نے امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے بعد کہا میں نے اون کو اوس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا۔ اور یہ بات فی الواقع کفر ہے۔ سوا اس کے اور افعال و اقوال اوس روسیاہ سے منقول ہیں۔ جو کفر و زندقہ پر صریح دال ہیں۔ شراب اور حرام کاری اوس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی۔ اور بے حرمتی حرمین شریفین۔ اور وہاں کے باشندوں کی اوس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔

اور بعض علماء اوس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں۔ اجازت ان دونوں اور امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قتل کی اوس سے بدلیل قطعی ثابت نہیں۔ اور یہ کلمہ کہ میں نے جنگ بدر کا بدلہ لیا برتقدیر ثبوت [illegible] محتمل [illegible] نہیں ہو سکتے والیقین لا یزول الا بیقین [illegible]

کہ اوس کے لشکر نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے نواسے اور عترہ و اہلبیت
کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا۔ اور کوئی دقیقہ ہتک حرمت

(حاشیہ صفحہ ۵۱) مثلہ کما نقرر فی موضعہ۔ غایت کار اوس کا یہ ہے کہ فاسق و فاجر تھا۔ اور
احکام شرعیہ پر قائم نہ تھا۔ اور فاسق پر لعنت جائز نہیں ٭

فاضل تبریزی شرح عمدۃ النسفی میں لکھتے ہیں۔ صاحب کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے۔ کہ ایمان اوس کا اوس کے
ساتھ ہے۔ ارتکاب کبیرہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں قول
شارح عقائد کا یعنی نحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ و اعوانہ
مع اوس کے دلائل کے رد کرتے ہیں۔ اور خلاصہ وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج وغیرہ پر لعنت کرنا نہ چاہئے
اسلئے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے۔ اور جو کہ حضور اقدس سے
لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے۔ اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے
اور لوگ نہیں جانتے۔ شاید وہ شخص منافق ہو۔ یا باعلام الٰہی اوسکا کفر پر مرنا معلوم ہو ٭

امام غزالی رحمہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ اگر یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کے قتل کے لئے امر کرنا ثابت نہیں
اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں۔ سافی ان قال لعن شخص میں خطر ہے پس اجتناب
چاہئے۔ اور ترک لعن ابلیس میں بھی خطر نہیں۔ فضلا عن غیرہ۔ اور بعض علما اوس کی تکفیر و لعن میں توقف کرتے
ہیں۔ اور یہی راجح ہے۔ یہی اسلم اور یہی ہمارے ائمہ ثلٰثہ کا مذہب اصح و اقوم ہے۔ واللہ تعالٰے اعلم ۱۲
منہ قدس سرہ العزیز ٭

حاشیہ صفحہ ہذا لہ اوس خبیث نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ سکینہ پر بھیجکر سترہ سو
مہاجرین و انصار و تابعین کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہل مدینہ لوٹے اور جو قتل اور ازواج صحابہ
میں جو کیا ہے۔ اور فوج اشقیا نے مسجد اقدس میں گھوڑے باندھے۔ اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے
دی۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر زبردستی بیعت لی۔ کہ چاہے بیچے چاہے آزاد کرے۔ جو کہتا میں خدا و رسول کے
حکم پر بیعت کرتا ہوں۔ وہ شہید کر دیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے
گھر کی بے حرمتی کر چکے۔ خانہ خدا پر پہنچے۔ راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا۔ حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر
کعبہ میں منجنیق کر بیت اللہ کو جلا دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا ۱۲
منہ قدس سرہ ٭

کا باقی نہ چھوڑا ٭

آصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں۔ اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے۔ کیا فائدہ حاصل ہو۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ اسقدر وقت ذکر و تلاوت و درود میں صرف کرے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے۔ اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا بیشک ہم کو بلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا۔ تیسی احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو۔ اوس پر لعنت نہ کرے۔ اگر وہ لائق لعنت کے ہے۔ تو اوس پر لعنت کہنے میں تضییع وقت ہے۔ اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں۔ تو گنہگار و بے لذت۔ اس واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں۔ اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے۔ وہ ملعون ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے۔

لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعانًا رواہ الترمذی ○

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت و شیوہ اہلسنت ترک سب و لعن ہے۔ المؤمن لیس بلعان ○

بعض علماء فرماتے ہیں۔ اہلسنت کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے۔ اور کسی کو کافر نہیں کہتے۔ اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض اون کا بعض کو کافر کہتا۔ اور بعض اون کا بعض پر لعنت کرتا ہے ○

---

ملہ۔ ملائکہ و انبیاء کہ بحکم جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسبب امتثال امر کے مشکور و ماجور ہوتے ہیں۔ جس طرح زبانیہ دوزخ اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں۔ گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے۔ کہ سفیران جناب احدیت اوس کے ایصال پر مامور و ماجور ہوتے ہیں۔ دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں اون کو مارنا اور ایذا دینا موجب اجر نہیں۔ اور کہنا علیهم لعنة الله والملٰئكة والناس اجمعين اخبار ہے۔ نہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بہ نص ہونا ثابت ہو۔ فتفکر۔ منہ قدس سرہٗ

ملہ شیعہ خوارج کو کافر کہتے۔ اور اون پر لعنت کرتے ہیں۔ اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک نہیں کرتے۔ جو شخص اون کے حالات سے واقف ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہل بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔

منہ قدس سرہٗ ○

**قال الرضا** - لہٰذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی۔ کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ
کفر کی نکلتی ہوں۔ اور ایک وجہ اسلام کی۔ تو مفتی پر واجب ہے۔ کہ وجہِ اسلام کی طرف میل
کرے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ و لہٰذا ہمارے ائمہ فرماتے ہیں لا نکفر احدا
من اہل القبلۃ۔ ہم اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

مگر یہاں ایک شدید خواہش سے مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں۔ کہ ان اقوال سے استدلال
کرکے منکرانِ ضروریاتِ دین کی تکفیر بھی بچنا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود کفر ہے۔
یہی ائمہ و علماء کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے۔ جا بجا تصریح فرماتے ہیں۔ کہ جو ضروریاتِ دین سے
کسی شے کے منکر کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ شفا شریف و وجیز امام کردری و درمختار
وغیرہا کتبِ معتمدہ میں ہے من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جو ایسے کے کفر
و عذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے۔

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں۔ ننانوے جانب کفر
جاتے ہوں۔ اور ایک طرفِ اسلام۔ تو حسنِ اسلام ہی پر حمل واجب کہ باوصف احتمالِ اسلام حکمِ کفر
جائز نہیں۔ نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے۔ اور صرف ایک بات اسلام کی۔ تو اسے مسلمان
کہا جائیگا۔ حاشا یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں۔ یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک موسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام تک نبیوں کو نبی۔ توریت مقدس کو کلام اللہ۔ قیامت و جنت و نار
کو حق جانتے ہیں۔ یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوگئیں۔ پھر کیا انہیں مسلم کہا جائیگا۔
یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہو جائے گا۔ حاش بلکہ ہزارہا باتیں اسلام کی کرے
اور ایک کفر کی۔ مثلاً قرآن عظیم پڑھے۔ نماز پڑھے۔ روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ حج کرے
اور مسائل شرعیہ کی محبت کو بھی پیدا کرے۔ تو بھی کافر ہو گا۔ یونہی ائمہ دین و علمائے معتمدین نے
تصریح فرمائی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ ہیں۔ جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں۔
انہیں کی تکفیر جائز نہیں۔ اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ
ہی سے نہیں۔ اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے۔ نہ انکار۔ شرح مواقف و شفا و خطبی
و شرح فقہ اکبر و حواشی درمختار و بحر وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔ یہ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہلِ قبلہ
ہیں۔ نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں۔ اور قبلے کو منہ کریں۔ اگرچہ کھلے کفر بکیں خود سیدنا امام اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عقائد کی کتاب فقہ اکبر شریف میں فرماتے ہیں۔ صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا فہو کافر باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں نہ حادث، نہ مخلوق۔ تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے۔ یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ وہ کافر ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس پر مستقر ہوئی کہ جو کوئی قرآن عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے۔

یہ فوائد خوب یاد رکھنے کے ہیں۔ کہ بحری کفار اور ان کے اذناب نا انصاف ایسی جگہ بہت گل مچاتے ہیں اور علانیہ کفر کر کے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ واللہ الہادی۔

**مسئلہ ۱۰**۔ کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو۔ نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔

**مسئلہ ۱۱**۔ جو کافر مرا والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے۔ قال اللہ عزوجل ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحب الجحیم۔ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ ان ابراہیم لاواہ حلیم۔ وقد ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول ہذہ الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک۔

علامہ شہاب الدین قرافی اس کی تصریح کرتے ہیں کہ کفار کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے کہ آیہ کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ میں معاذ اللہ تکذیب قول الٰہی چاہتا ہے۔

قال الرضاء۔ یعنی اگر کفار کی مغفرت اور ان کا دوزخ سے نجات پانا شرعاً جائز مانتا ہے۔ تو بیشک منکر نصوص قاطعہ ہے۔ ورنہ یہ کلمہ حرام و ناروا ہے۔ کہ اس سے انکار لازم آتا ہے۔ بلکہ حد تفتیش اوسے وہ سخت آخری کا سامنا ہے۔ شرعاً محال امر اب جو استدعا کرتا ہے۔ تو یا تمسخر و تفریح چاہتا۔ یا یوں ہی الفاظ مہمل بک رہا ہے۔ اول میں حق سبحانہ وتعالیٰ سے

اوس کی خبر کی تکذیب چاہنا۔ اور دوم عبث و استہزاء ہے۔ اور دونوں کا پہلو معاذ اللہ جانب کفر جھکتا ہے۔ بہرحال صورت سابقہ یقیناً کفر اور ثانی اشد حرام سخت کبیرہ جس سے ترمیم و تجدید اسلام و نکاح لازم فافہم فان المقام مزلۃ الاقدام و قد اطال الکلام ھھنا العلامۃ الحلبی فی الحلیۃ و لخصہ فی رد المحتار و زاد و الکل غیر محرر و لولا غرابۃ المقام لنبأتک بما لھما و علیھما و قد بیناہ فیما علقناہ علیھما و لعل الحق لا یتجاوز عن الحکمین الذین اخترت الیھما واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم ۔

**مسئلہ ۱۲** ۔ نظر بدلیل سابق یہ دعا کہ خدایا سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے جائز نہیں۔ کہ جس طرح وہاں تکذیب آیات لازم آتی ہے۔ اس دعاء سے ان احادیث کی تکذیب ہوتی ہے جن میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا۔ اور ان کا آحاد ہونا اس جرأت کا مجوز نہیں۔ اور قولہ عز و جل یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اور فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا ای من الکفر فبحضر المسلمین اون کے منافی اور اس دعاء کے جواز کے لئے کافی نہیں۔ کہ افعال سیاق ثبوت میں اجماعاً عموم پر دلالت نہیں کرتے۔ اور برتقدیر تسلیم اسجگہ خصوص مراد ہے۔ تا قواعد شرع سے خلاف لازم نہ آئے۔ ہاں اللّٰھم اغفرلی و لجمیع المسلمین بے نیت تعمیم حقیقی جائز ہے۔ ھذا حاصل کلام القرافی ذکرہ فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج

**قال الرضا** ۔ یہ دوسرا مسئلہ معرکۃ الآراء ہے۔ علامہ قرافی وغیرہ علماء تو عدم جواز کی طرف گئے۔ اور علامہ کرمانی نے اوس میں منازعت کی۔ جسے شرح منیہ میں رد کردیا۔ پھر محقق حلبی نے اس بنا پر کہ مسلمانوں کے لئے خلف وعید یعنی عطاء مغفرت جائز (بلکہ قطعاً واقع ہے) اور اس دعا میں برادران دینی پر شفقت بھی پائی جاتی ہے۔ اور جواز دعا جواز مغفرت پر مبنی ہے۔ نہ وقوع پر۔ تو عدم وقوع مغفرت جمیع کی حدیثیں اس دعاء کے خلاف نہیں۔ اوس کے جواز کی طرف میل کیا۔ اور علامہ زین نے بحر الرائق پھر علامہ محقق علائی نے درمختار میں اونکی تبعیت کی۔ مگر اس میں صریح خدشہ ہے کہ جواز صرف عقلی ہے۔ نہ شرعی۔ کہ حدیث متواترۃ المعنی سے بعض مؤمنین کی تعذیب ثابت۔ اور نووی و ابی والقانی نے اس پر اجماع نقل کیا۔ اور جواز دعاء کے لئے صرف جواز عقلی باوجود استحالہ

شرعی کافی ہونا مسلّم نہیں، اس طرف محقق شامی نے رد المحتار میں اشارہ فرمایا۔ بلا اظہار
شفقت سے عذر میں کہتا ہوں۔ وہ محل تکذیب نصوص میں قابل سماعت نہیں۔ فتامل

**ثم اقول**، وباللہ التوفیق۔ یہاں تعمیمیں دو ہیں۔ ایک تعمیم مسلمین۔ دوسری تعمیم ذنوب
اگر داعی صرف تعمیم اول پر قناعت کرے مثلاً کہے۔ اللّٰھم اغفرلی ولوالدی و
للمؤمنین والمؤمنات یا اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم تو قطعاً جائز ہے۔ اور اس کا امام قرافی کو بھی انکار نہیں۔ اور اس کے فضل میں
احادیث وارد اور اس کا جواز آیات سے مستفاد اور یہ طریقہ بطبقہ مسلمین میں بلانکیر شائع۔
اور اگر صرف تعمیم ثانی پر اکتفا کرے۔ مثلاً اپنے لئے کہے۔ الٰہی میرے سب گناہ چھوٹے
بڑے ظاہر چھپے۔ اگلے پچھلے معاف فرما۔ یا کہے۔ الٰہی میرے اور میرے والدین و مشائخ و
احباب و اصول و فروع اور تمام اہلسنت کے لئے ایسی مغفرت کر جو اصلاً کسی گناہ کا نام
نہ رکھے جب بھی قطعاً جائز۔ اور اس قسم کی دعاء بھی حدیثوں میں وارد۔ اور مسلمین میں متوارث
ان دونوں صورتوں کے جواز میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ اس میں اصلاً کسی نص کی
تکذیب نہیں۔ صورت ثانیہ میں تو ظاہر ہے۔ کہ نصوص صرف اس قدر پر دال۔ کہ
بعض مسلمین معذب ہونگے ممکن کہ وہ داعی اور اس کے والدین و مشائخ و احباب و جمیع
اہلسنت کے سوا اور لوگ ہوں۔ یونہی صورت اولیٰ میں کوئی حرج نہیں کہ ہر مسلمان
کے لئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض ذنوب کی وجہ سے عذاب ہونے میں تنافی نہیں۔ و

**اقول**۔ بعض نصوص سے نکال سکتے ہیں کہ فی الجملہ مغفرت ہر مسلمان کے لئے ہوگی
احادیث صحیحہ ناطق ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہر
وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ یہ
مجلف قبل پوری سزا پانے کے ہو۔ ورنہ شفاعت کا اثر کیا ہوا۔ اور اب جو صورت
ثالثہ یعنی داعی دونوں تعمیمیں کرے۔ مثلاً کہے۔ الٰہی سب مسلمانوں کے سب گناہ
بخش دے۔

**اقول**۔ اس کے پھر دو معنی محتمل۔ ایک یہ کہ مغفرت بمعنی تجاوز فی الجملہ کے لیں۔
تو حاصل یہ ہوگا۔ کہ الٰہی کسی مسلمان کو اس کے کسی گناہ کی پوری سزا نہ دے۔ اس کے
جواز میں بھی کچھ کلام نہیں۔ کہ خلاف نصوص مطلقاً تعذیب بعض عصاۃ ہے۔ نہ استیلائے

جزائے بعض ذنوب۔ بلکہ کریم کبھی مستقصا نہیں فرماتا۔ الا تری الی قولہ تعالٰی عرّف بعضہ واعرض عن بعض جب اکرم الخلق مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے کبھی پورا مواخذہ نہیں فرمایا۔ تو اون کا مولٰے عزوجل تو اکرم الاکرمین ہے۔ دوسرے یہ کہ مغفرت تامہ کاملہ مراد لی جائے۔ یعنی ہر مسلمان کے ہر گناہ کی پوری مغفرت کر، کہ کسی مسلمان کے کسی گناہ پر اصلا مواخذہ نہ کیا جائے۔ یہ بیشک تکذیب نصوص کی طرف جائے گا۔ اور اسی کو امام قرافی ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بیشک یہی من حیث الدلیل راجح نظر آتا ہے۔ اور اس طرح کی دعا کہیں قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں۔ اور مسلمین کے حق میں تخلف وعید کا جواز (جس سے خود حسب تصریح علیہ۔ ودیگر قائلان جواز عفو ومغفرت مراد اور وہ یقیناً اجماعاً جائز بلکہ واقع ہے) اس مسئلہ میں کیا مفید کہ بعض کے لئے اس کا عدم وقوع عذاب تواتر واجماع سے ثابت تو یہاں کلام علیہ محل کلام ہے۔ اور مسئلہ ائمۂ مشائخ سے بھی منقول نہیں ہے کہ دوسروں کو مجال سخن نہ ہو۔ بس احوط یہی ہے کہ اس صورت ثالثہ کے صیغہ تامل سے احتراز کرے۔ شاید مصنف علام قدس سرہ نے اسی لئے صرف کلام امام قرافی پر اقتصار فرمایا۔ کہ رجحان واحتیاط اسی طرف ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ھذا ما ظھر لی فی النظر الحاضر فتامل لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

مسئلہ ۳۱ - قال الرضا۔ اپنے اور اپنے احباب کے نفس واہل ومال وولد پر بد دعا نہ کرے۔ کیا معلوم کہ وقت اجابت ہو۔ اور بعد وقوع بلا پھر ندامت ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اپنی جانوں پر بد دعا نہ کرو۔ اور اپنی اولاد پر بد دعا نہ کرو۔ اور اپنے خادم پر بد دعا نہ کرو۔ اور اپنے اموال پر بد دعا نہ کرو کہیں اجابت کی گھڑی سے موافق نہ ہو۔ رواہ مسلم و ابوداؤد و ابن خزیمۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ اور فرماتے ہیں تین دعائیں بیشک مقبول ہیں۔ دعا مظلوم کی۔ اور دعا مسافر کی۔ اور ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔ رواہ الترمذی وحسنہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ

تنبیہ۔ دیلمی وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا۔ انی سألت اللہ ان لا یقبل دعاء حبیب علی حبیبہ۔ بیشک میں نے اللہ تعالٰے سے سوال کیا۔ کہ کسی پیارے کی پیارے

پر بددعا قبول نہ فرمائے ہو

علامہ شمس الدین سخاوی اسے لکھ کر فرماتے ہیں صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ تو اس حدیث کو ان سے توفیق دیا چاہیے۔ انتہی۔

**اقول** وباللہ التوفیق۔ بددعا دو طور پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ داعی کا قلب حقیقۃً اس کا یہ ضرر نہیں چاہتا۔ یہاں تک کہ اگر واقع ہو۔ تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔ جیسے ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں مگر دل سے اوس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے۔ اور اگر ایسا ہو۔ تو اوس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا دیلمی کی حدیث میں اسی قسم بددعا کے لئے وارد کہ حضور رؤف رحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکا مقبول نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے مانگا اس کی نظیر ہیں کی وہ حدیث صحیح ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی۔ الٰہی میں بشر ہوں بشر کی طرح غضب فرماتا ہوں۔ تو جسے میں لعنت کروں۔ یا بددعا دوں اوسے تو اوس کے حق میں کفارہ و اجر و باعث طہارت کر۔ دوسرے اس کے خلاف کہ داعی کا دل حقیقۃً اوس سے بیزار اور اوس کے اس ضرر کا خواستگار ہے۔ اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اوسی وقت ہوگی جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق کو اس درجہ حد سے گزار دے کہ اون کا دل واقعی اوس کی طرف سے سیاہ ہو جائے۔ اور اصلا محبت نام کو نہ رہے بلکہ عداوت آجائے۔ ماں باپ کی ایسی ہی بددعا کے لئے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ ھذا ما ظہر لی واللہ تعالیٰ اعلم۔

**مسئلہ ۱۴۔ قال الرضاء۔** تحصیل محال کی دعا کرے۔ مثلاً مرد کہے الٰہی مجھے عورت[1] کر دے۔ کہ یہ استہزاء ہے۔ ہاں ایسی جس دعا میں امتثال امر شریعت یا اظہار عجز و عبودیت یا خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت یا دین و اہل دین کی طرف رغبت یا کفر و کافرین سے نفرت وغیرہ منافع نکلتے ہیں۔ وہ جائز ہے۔ اگرچہ اس امر کا حصول یقینی ہو جیسے **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد اللھم اھدنا الصراط المستقیم اللھم**

[1] جب کہ عورت سے یہی معنی حقیقی مراد ہو ورنہ اگر مرد یعنی شجاع صاحب جرأت یا مرد طریقت مرید و غلام ہو اسے تو استہزاء نہیں۔ مرد باش یا غالب باش شو مرد باش منہ حفظہ ربہ

اعط سیدنا و مولٰنا محمدن الوسیلۃ اللّٰھم ارض عن اصحاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللّٰھم اعط بیات المکرم شرفا و تکریما اللّٰھم العن اعداء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ کہ اگرچہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود کا نزول۔ اور مسلمانوں کو رشد و ہدایت تک وصول۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وسیلہ۔ اور اللہ تعالٰی کا اصحاب کرام سے راضی ہونا اور بیت محترم کی عزت و کرامت اور حضور کے اعدا پر غضب و لعنت سب یقینی باتیں ہیں۔ مگر ان دعاؤں کیا وہی منافع مذکورہ ہیں۔ تو فضول و مستہزا نہیں ہو سکتیں ۔

اقول۔ علاوہ بریں ان سب میں وہ تاویل جو انہیں طلب حاصل سے جدا کر دے ممکن ۔ والتفصیل محل آخر ۔

**مسئلہ ۱۵۔ قال الرضا۔** دعا میں مجرد تنگی نہ کرے۔ مثلاً یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما۔ یا صرف مجھے اور میرے فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔ حدیث میں ہے۔ ایک اعرابی نے دعا کی اللّٰھم ارحمنی و ارحم محمدا ولا ترحم معنا احدا۔ الٰہی مجھ پر رحم کر۔ اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ لقد حجرت واسعا بیشک تو نے بڑی وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا ۔

اے عزیز رحمت الٰہی شامل اتم ہے۔ اور اس کا انعام عام کرام۔ ورحمتی وسعت کل شیئ جو ٹھیک بات اپنے لئے درکار ہو۔ جب تمام مسلمانوں کے لئے چاہے گا اگر خود مستحق نہیں۔ اس خیر خواہیِ عام کی برکت سے مستحق ہو جائے گا۔ یا یوں کہ ان میں بعض تو یقیناً ہر خیر و فلاح کے قابل ہیں۔ تو کسی کا طفیلی ہو کر پا لے گا بخلاف اس صورت کے کہ صرف اپنے یا اور بعض احباب کے لئے چاہیں۔ باقی کے لئے پسند نہ کی۔ تو ایک تو عام مومنین کی بدخواہی۔ دوسرے کمال ایمان کا نقصان۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ تم میں کوئی مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہے۔ جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ الدین النصح لکل مسلم۔ دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔ ولہٰذا احادیث میں تعمیم دعا کے بہت فضائل وارد ہوئے۔ کما اسلفنا فی فصل الآداب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ۔

# فصلِ ششم اُن لوگوں کے بیان میں جنکی دُعا قبول ہوتی ہے

قال الرضاء وہ اُنیس ہیں، آٹھ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور گیارہ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے زیادہ کئے ۔

اوّل مضطر۔ قال الرضاء اس کی طرف تو خود قرآنِ عظیم میں اشارہ موجود امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ۔

دوم مظلوم اگرچہ فاجر ہو۔ اگرچہ کافر ہو۔ قال الرضاء حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرماتا ہے۔ وعزتی لانصرنک ولو بعد حین مجھے اپنی عزت کی قسم بیشک ضرور میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر کے بعد ۔

سوم بادشاہِ عادل، چہارم مردِ صالح، پنجم ماں باپ کا فرمانبردار، ششم مسافر
قال الرضاء۔ رواہ ابن ماجۃ والعقیلی والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والبزار وزاد حتی یرجع والضیاء عن انس واحمد والطبرانی عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ اس کی دعا ضرور مستجاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔ رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ ومنہا حدیث ابن ماجۃ والضیاء المذکوران بزار کے یہاں حدیث ابوہریرہ ان الفاظ سے ہے۔ تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ روزہ دار تا افطار۔ اور مظلوم تا انتقام۔ اور مسافر تا رجوع ۔

ہفتم روزہ دار۔ قال الرضاء خصوصاً وقتِ افطار ۔

ہشتم مسلمان کہ مسلمان کے لئے اس کی غیبت میں دعا مانگے۔ قال الرضاء حدیث شریف میں ہے۔ یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں آمین ولک بمثل ذلک۔ اس کے حق میں تیری دُعا قبول۔ اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حصول۔ دوسری حدیث میں فرمایا۔ یہ دُعا حاجی وغازی ومریض ومظلوم کی دعاؤں سے بھی زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔ البیہقی فی الشعب بسند صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خمس دعوات یستجاب لہن فذکرہن وقال واسرع ہذہ الدعوات اجابۃ

دعوة الاخ لاخیہ بظهر الغیب - بلکہ تیسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس سے زیادہ
جلد قبول ہونے والی کوئی دعا نہیں۔ رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمرو رضی
اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ للطبرانی وغیرہ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ
تعالٰی عنہما۔ چوتھی حدیث شریف میں آیا۔ یہ دعا رد نہیں ہوتی۔ البزار عن عمران بن
حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

نہم۔ قال الرضا۔ والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں۔ ایک حدیث شریف میں فرمائی
گئی ہے کہ یہ دعا امت کے لئے نبی کی دعا کے مثل ہوتی ہے۔ رواہ الدیلمی عن
انس رضی اللہ تعالٰی عنہ

دہم قال الرضا۔ اولاد کی دعا والدین کے حق میں۔ ابو نعیم عن واثلہ بن الاسقع
رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اربع دعوتهم
مستجابة الامام العادل والرجل یدعو لاخیہ بظهر الغیب ودعوة المظلوم
ورجل یدعو لوالدیہ

یازدہم۔ قال الرضا۔ حاجی کی دعا جب تک اپنے گھر پہنچے۔ حدیث شریف میں ہے
جب تو حاجی سے ملے، اسے سلام کر، اور مصافحہ کر۔ اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار
قبل اس کے کرے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کہ وہ مغفور ہے۔ اخرجہ الامام احمد عن
ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ دوسری حدیث شریف میں ہے حاجی کی دعا رد نہیں
ہوتی۔ جب تک پلٹے۔ البیہقی والدیلمی ریائی۔

دوازدہم۔ قال الرضا۔ عمرہ کرنے والا۔ حدیث شریف میں ہے حج و عمرہ والے خدا
کے مہمان ہیں۔ دیتا ہے اونہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے جو دعا کریں۔ رواہ البیہقی

سیزدہم قال الرضا۔ مریض کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب
بیمار کے پاس جاؤ۔ اس سے اپنے لئے دعا چاہو کہ اس کی دعا مثل دعائے ملک ہے۔ رواہ
ابن ماجہ عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے مریض کی
دعا رد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اچھا ہو۔ رواہ ابن ابی الدنیا ونحوہ عند البیہقی
والدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما

چہاردہم قال الرضا۔ ہر مومن مبتلا کے جو مبتلا کے گروہ کی دعا۔ یہ مریض سے

عام ہے۔ حدیث شریف میں ہے سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد ہوا۔ اے سلمان بیشک مبتلا کی دعا مستجاب ہے۔ الدیلمی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے مؤمن مبتلی کی دعا غنیمت جانو۔ ابو الشیخ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔

پانزدہم قال الرضاء۔ جو یادِ خدا بکثرت کرتا ہو۔ حدیث شریف میں ہے تین شخصوں کی دعا اللہ تعالٰی رد نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ خدا کی یاد بکثرت کرے۔ اور مظلوم اور بادشاہ عادل۔ رواہ البیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔

شانزدہم قال الرضاء جو تنہا جنگل میں جہاں اوسے خدا کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔ کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ ابن مندہ و ابو نعیم فی الصحابۃ عن ربیعۃ بن وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلاثۃ مواطن لا ترد فیھا دعوۃ عبد رجل یکون فی بریۃ بحیث لا یراہ احد الا اللہ فیقوم فیصلی الحدیث ۔

ہفدہم قال الرضاء۔ غازی کہ غزائے کفار کے لئے نکلے۔ جب تک واپس آئے الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اربع دعوات لا ترد دعوۃ الحاج حتی یرجع و دعوۃ الغازی حتی یصدر الحدیث وللبیہقی عنہ باسناد متماسک خمس دعوات یستجاب لھن فذکر نحوہ خصوصاً جبکہ غازی بشر اور ساتھی بھاگ جائیں۔ اور یہ ثابت قدم رہے۔ وھو فی تتمۃ حدیث ربیعۃ المار

ہژدہم قال الرضاء جس شخص نے کسی پر احسان کیا اپنے محسن کے حق میں اوس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعاء المحسن الیہ للمحسن لا یرد ۔

نوزدہم قال الرضاء۔ جماعت مسلمانان کہ مل کر دعا کریں۔ بعض دعا کریں۔ بعض آمین کہیں۔ الطبرانی والحاکم والبیہقی عن حبیب بن سلمۃ الفہری رضی اللہ تعالٰی عنہ لا یجتمع ملأ فیدعو بعضھم ویؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ تعالٰی ۔

یہ گیارہ کہ فقیر نے ذکر کئے ان میں سوا ششم و دہم کے باقی نو صاحب حصن حصین سے بھی رہ گئے۔ فالحمد للہ علی حسن التوفیق ۔

# فصل نہم اُن اعمال صالحہ میں جن کے کرنے والے کو کسی دُعا کی حاجت نہیں

**قال الرضا:** یہ فصل اگرچہ اس رسالے میں نہیں، مگر اس مضمون کو حضرت مصنف علام قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں افادہ فرمایا۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بوجہ جلالت فائدہ و عظمت عائدہ اوسے یہاں ذکر کرتا ہے۔ وہ تین چیزیں ہیں:۔ **اوّل:** درود شریف امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب چہارم شب گذرتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرماتے۔ اے لوگو خدا کی یاد کرو۔ خدا کی یاد کرو۔ آئی راجفہ اوس کے بعد آتی ہے۔ رادفہ آئی موت اون چیزوں کے ساتھ جو اوس میں ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ: میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اوس میں سے حضور کے لئے کس قدر مقرر کروں۔ فرمایا جتنی چاہے۔ میں نے عرض کی چہارم فرمایا جسقدر چاہے اور زیادہ کرے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف۔ فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی کل دعا حضور کے لئے کردوں۔ یعنی اپنی کل دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں۔ فرمایا ایسا کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ تیری سب مہمات کفایت کرے گا۔ اور تیرے گناہ بخش دیگا۔ احمد و طبرانی باسناد حسن راوی ہے۔ وھٰذا حدیث الطبرانی۔ کہ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کروں۔ فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی۔ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کروں۔ فرمایا۔ ایسا کرے گا۔ تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دیگا۔ تو بیشک درود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دعا ہے اور جسقدر اوس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لئے دعا میں نہیں بلکہ اون کے لئے دعا تمام اُمت مرحومہ کے لئے دعا ہے۔ کہ سب اونھیں کے دامن دولت سے وابستہ ہیں ؎ سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

**دوم۔** ذکر الٰہی۔ بیہقی نے شعب الایمان میں عکبیر بن عتیق۔ اونہوں نے سالم بن عبداللہ

اونہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر اونہوں نے اپنے والد حضرت فاروق اعظم اونہوں نے
حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور نے رب العزت ذی الجلال تقدست
اسماؤہ سے روایت کی کہ فرماتا ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل
ما اعطی السائلین۔ جسے میری یاد میرے مانگنے سے باز رکھے۔ میں اوسے بہتر اوس عطا
کا بخشوں جو مانگنے والوں کو دوں۔ اوسی واسطے حضرت سالم بن عبداللہ نے تمام ہمت و توقف
میں ذکر الٰہی پر اقتصار کیا۔ اور تا غروب آفتاب لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ
الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الٰہ الا
اللہ وحدہ ونحن لہ مسلمون۔ لا الٰہ الا اللہ ولو کرہ المشرکون۔ لا الٰہ
الا اللہ ربنا ورب اٰبائنا الاولین کہتے رہے۔

سوم تلاوت قرآن مجید۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب جلیل تبارک وتعالٰی
سے روایت فرماتے ہیں من شغلہ القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل
ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ
جسے تلاوت قرآن مجید میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اوسے افضل اوس کا
دوں جو تمام سائلین کو عطا کروں۔ پھر فرمایا۔ اور بزرگی کلام الٰہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے
بزرگی رب العزت عز جلالہ اوس کی تمام مخلوق پر۔ قال الترمذی حدیث حسن

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب

## فصل دہم بحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال وجواب میں

**سوال اول**۔ اپنی عاجزی اور پروردگار تبارک وتعالٰی کی رحمت پر نظر کرکے دعا
وسوال بہتر ہے۔ یا قضا پر راضی ہوکر ترک اولٰی ہے؟

**جواب**۔ بعض علماء ترک دعا کو اولٰی جانتے ہیں۔ امام واسطی رحمۃ اللہ
فرماتے ہیں۔ جو خدائے تعالٰی نے تیرے لئے ٹھیرا دیا۔ وہ اوس سے بہتر ہے جو تو مانگتا
ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے بلا کے وقت دعا نہ مانگی۔ جبرائیل
علیہ الصلٰوۃ والسلام نے کہا۔ کچھ حاجت ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ مگر نہ تم سے۔ کہا۔ خدا سے

عرض کیجیے۔ فرمایا: حسبی من سؤالی علمہ بحالی ؎

| خدا واقف کہ حافظ را غرض چیست | وعلم اللہ حسبی عن سؤالی |
|---|---|

علماء کہتے ہیں۔ جو چیز بے مانگے ملتی ہے۔ اس سے کہ مانگنے سے حاصل ہو بہتر ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کی طلب۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدایت کی تمنا کی۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دونوں نعمتیں حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے بہتر وافضل حاصل ہوئیں۔ قال الرضاء۔ قال سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین۔ وقال ولا تخزنی یوم یبعثون۔ وقال موسیٰ الکلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انی ذاھب الی ربی سیھدین۔ وقال تعالیٰ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیغفرلک اللہ ما تقدم الآیۃ۔ وقال تعالیٰ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہٗ۔ وقال تعالیٰ ویھدیک صراطا مستقیما ۲ ؎ حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین۔ جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے اسے مانگنے والے سے بہتر دوں۔ اور یہ بھی حدیث میں وارد کہ خدا بجائی یوسف پر رحم کرے۔ اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر درخواست نہ کرتے۔ اسی وقت مقرر کرتا۔ درخواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے۔ قال الرضاء امام دقوقی کا قصہ کنار دریا چند ابدال کو مختلف شکلوں میں متشکل ہوتے دیکھنا۔ پھر ان کے قریب آکر نماز میں انہیں امام بنانا۔ ایک جہاز ڈوبتا دیکھ کر اس کا دعا کرنا۔ خلاص پانا ابدال کا اقتدا سے جدا ہو جانا کہ تمہیں کار خانہ قضا میں دخل دینے کا کیا منصب ہے۔ معروف ومشہور۔ اور مثنوی شریف حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی میں مذکور ہے

اور بعض علماء دعا وسوال بنظر ان فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے۔ بہتر سمجھتے ہیں۔

سلہ - تو ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ یہی کلمہ کی برکت ہے جلنے سے محفوظ رہے سات دن یا چالیس دن آگ میں۔ [illegible]

بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے۔ اور دل سے خدا کے حکم و قضا پر راضی رہے تا دونوں فائدے ہاتھ آئیں۔ و بعض کہتے ہیں جس بات میں حظِ نفس کو دخل ہے۔ وہاں سکوت و ترکِ دعا افضل ہے۔ اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے۔ اوسکا مانگنا مناسب۔ بعض علما فرماتے ہیں جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے اور اوس سے کشودِ کار نظر آئے۔ دعا بہتر ہے۔ اور جب سکوت کی طرف اشارہ کرے۔ سکوت اولیٰ۔ اور یہ قول اصح اقوال ہے۔ اکثر امور خصوصاً مباحات و مندوبات میں دل کا فتوے اعتبار تمام رکھتا ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ دعا و ترک میں ترجیح وقت پر ظاہر ہوتی ہے ۔

**قال الرضا**۔ یہ جو حضرت مصنف قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ محکم اصل ہے۔ مگر اس کا مورد صرف اولیاء ہیں جنکی نسبت استفت قلبک وارد اور عوام مومنین۔ کہ فتوائے قلب و ہوائے نفس و اغوائے عدو میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اون کے لئے راہ یہی ہے کہ دعا میں کبھی تقصیر نہ کریں۔ کہ فی نفسہٖ عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ لہذا قرآن و حدیث میں مطلقاً اوس کی طرف ترغیب فرمائی۔ کہ احکامِ شرعیہ میں کثیر غالب ہی کا لحاظ ہوتا ہے ۔

**ثم اقول**۔ محل طرحِ ادعیہ خاصہ وقتِ حاجاتِ حادثہ میں ورنہ مطلق دعا باجماعِ امت ہر مومن پر روز کم از کم سیس بار واجب ہے۔ اِهدنا الصراط المستقیم کیا دعا نہیں اور الحمد للہ رب العلمین۔ سب سے افضل دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما درود شریف بھی دعا ہے کہ باجماعِ امت مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر فرض قطعی اور عند المحققین ہر بار کہ ذکر شریف حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے واجب ہے۔ یونہی ائمہ شافعیہ کے نزدیک ہر روز انتالیس بار دعا فرض ہوگی۔ کہ شبانہ روز میں سترہ رکعتیں فرض ہیں ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے ہر فاتحہ میں دو بار دعا اور ہر قعدۂ اخیرہ میں درود فرض۔ احادیث سابقہ میں بار بار ارشاد ہوا۔ کہ جو دعا نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اوس پر غضب فرمائے۔ ترک مطلق ہی پر محمول۔ یا معاذ اللہ اپنے کو بارگاہِ عزت سے بے نیاز جاننا اوس کے حضور تضرع و زاری سے پرہیز رکھنا۔ کہ اب صریح کفر و موجبِ غضب ابدی ہے۔ ولہذا ادعونی استجب لکم کے متصل ہی ارشاد ہوا۔ ان الذین یستکبرون

عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین ۔ بالجملہ مطلق دعا میں ہرگز کسی سامان سے نزاع معقول نہیں۔ اور خود بہ امر صریح ادعونی و فرمان واسئلوا اللہ من فضلہ گنجائش کلام کیا ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ۔

**سوال دوم۔** دعا تفویض کے منافی ہے۔ جو شخص اپنا کام کسی کے سپرد کرتا ہے آپ اوس میں دخل نہیں دیتا۔

**جواب۔** تفویض کے یہ معنے کہ جب جس کام کے نفع نقصان سے واقف نہ ہو۔ اوسے اپنے مولیٰ کو کہ حکیم و کریم وعلیم ہے۔ سپرد کرے۔ وہ مصلحت اس کی اوس سے بہتر جانتا ہے۔ نہ یہ کہ جو بات قطعاً اوس کے حق میں بہتر ہے۔ مانند بہشت و ایمان و محبت خدا کے اوس کی طلب نہ کرے۔ یا جو بات بالیقین مضر ہے مثل کفر و شرک و معصیت و دوزخ کے اوس سے پناہ نہ چاہے۔ بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں۔ اوس کی طلب بھی مع استثنا و شرط خیر و صلاح منافی تفویض نہیں۔ دعائے استخارہ میں وارد۔ الٰہی یہ کام اگر میرے دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے۔ تو مجھے اس کی توفیق دے۔ ورنہ مجھ کو اوس سے باز رکھ۔ اور میرا دل اوس سے پھیر۔ البتہ جس چیز میں مضرت یقینی ہے۔ اوس کی طلب کرنا۔ یا جس کا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرط خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی ہوئے جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استثنا اور شرط خیر و صلاح قطعیات میں بھی اولیٰ ہے۔ کہ کبھی خیر و صلاح مفضول میں ہوتی ہے مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور وقت تنگ ہوگیا ہے۔ اور ایک اندھا کنوئیں میں گرا پڑتا ہے بچانا اوس کا اوس کے حق میں بہتر ہے۔ اگرچہ نماز فی نفسہ افضل ہے۔ اور اکثر ہوتا ہے۔ کہ افضل کی طلب میں آدمی ہلاک ہوجاتا ہے اور مفضول بے ضرر ہاتھ آتا ہے۔ جیسے ماء الشعیر بعض مریضوں کے حق میں مفید۔ اور شربت اگرچہ افضل ہے مضر ہے۔ پس کیا مفضول افضل سے اصلح و بہتر ہے۔ تو بندے کو لائق کہ اپنے مالک سے عرض کرے۔ الٰہی! میری صلاح و بہبود افضل میں رکھ۔ اور اوس کی توفیق دے قطعاً جزماً بلا شرط صلاح افضل کی درخواست نہ کرے۔ کہ کبھی مضر ہوتی ہے۔

**قال الرضا۔** اس کلام سے مقصود سلب عموم ہے یعنی سب قطعیات ایسے نہیں کہ ضم استثنا و شرط خیر سے بے نیاز ہوں۔ نہ عموم سلب کہ سب قطعیات میں اس کی حاجت ہو۔ محبت خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہشت و دیدار الٰہی و شفاعت رسالت پناہی

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و توفیق طاعت کی طلب اور کفر و بدعت و دوزخ و غضب الٰہی و نار اعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تعوذ اصلا محتاج شرط و استثنا نہیں۔ کہ ان امور میں کسی صورت دوسرا پہلو مقصود نہیں۔ اور جہاں دوسرا پہلو پیدا ہوگا وہاں بھی شرط و استثنا نظر بنفس ذات افضل ہونگے مگر افضل فی نفسہ کبھی بوجہ عارض مفضول ہوسکتا ہے۔ جیسے آفاقیوں کے لئے نماز و طواف۔ ورنہ مفضول من حیث ہو مفضول ہرگز اصلح نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

**سوال سوم** ۔ جو مقدر ہے ہوگا۔ پھر دعا سے کیا فائدہ؟

**جواب** دعا سے بلا رد ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قضا دعا کے سوا کسی چیز سے رد نہیں ہوتی۔ اور سوا نیکی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں کرتی۔ دوسری حدیث میں ہے۔ دعا اس چیز سے کہ نازل ہوئی۔ اور اس سے کہ ہنوز نازل نہ ہوئی فائدہ بخشتی ہے۔ اور بیشک بلا نازل ہوتی ہے۔ اور دعا اس کو مل جاتی ہے۔ تو دونوں آپس میں مزاحمت کرتی رہتی ہیں یعنی بلا اترنا چاہتی ہے۔ اور دعا اس کو روکتی ہے یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اترنے دیتی۔

مگر رد بھی قضا کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شئے کا کسی سبب سے مربوط ہے۔ اسی طرح ہر چیز کے روکنے اور منع کرنے کے لئے بھی ایک سبب مقرر ہے۔ پھر جس سبب سے ہو سکنے کا ایک سبب ہے۔ اور دعا سبب دفع بلا ہے۔ پھر لینا قضا کے خلاف نہیں۔ دعا کیونکر منافی ہوسکتی ہے۔

تحقیق اس مقام کی یہ ہے۔ کہ قضا دو قسم ہے۔ مبرم کہ جف القلم بما ھو کائن۔ اس کا بیان ہے۔ اور معلق کہ ما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ اس کی شان ہے۔ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ پس قضا میں تغیر قضا کے مطابق رہا ہے۔ مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی۔ اور جو حج کرے گا۔ اسی برس زندہ رہے گا

**تنبیہ** مثال الاضداد۔ یہ قضا میں تغیر نہیں مقضی بہ کا تغیر ہے۔ اور مقضی کی بھی ذات بدلنا اس کے مقتضی ہونے کی حیثیت سے اس اعتبار سے جو نظر عامہ عباد میں ظاہر ہوتا ہے۔ احادیث و کلمات علمائے کرام میں اسے تغیر قضا فرمایا ہے۔ اس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ پہلے یہ جانئے کہ یہاں بعض اشخاص کو قول حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی

عنہ میں کہ سب اولیاء قضائے معلق کو رد کر سکتے ہیں۔ اور میں قضائے مبرم کو رد فرماتا ہوں
اوکما قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شبہ گزرتا ہے کہ قضائے مبرم کیونکر قابلِ رد ہو سکتی
ہے؟ اقول۔ شاید ان صاحبوں کو حدیث ابی الشیخ فی کتاب الثواب عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نہ پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر
من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔ دعا بکثرت مانگ کہ دعا قضائے مبرم
کو رد کر دیتی ہے۔

حدیث ابن عساکر عن نمیر بن اوس مرسلا وحدیث الدیلمی عن ابی موسیٰ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ موصولا۔ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدعاء
جند من اجناد اللہ مجندۃ یرد القضاء بعد ان یبرم۔ دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں
سے ایک لام باندھا لشکر ہے کہ قضاء کو رد کر دیتا ہے بعد مبرم ہونے کے

تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضائے معلق دو قسم ہے۔ ایک معلق محض جس کی تعلیق کا
ذکر لوح محو واثبات یا صحف ملٰئکہ میں بھی ہے۔ عام اولیاء جن کے علوم اس سے
متجاوز نہیں ہوتے۔ ایسی قضاء کے رفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں۔ کہ انہیں بوجہ ذکر
تعلیق اس کا قابلِ رفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری معلق شبیہ بالمبرم کہ علمِ الٰہی میں تو معلق ہے۔ مگر لوح محو واثبات ودفاتر ملٰئکہ
میں اس کی تعلیق مذکور نہیں۔ وہ الواح ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہے۔ مگر
خواص اولیاء واکابر جنہیں امتیازِ خاص ہے۔ بالہامِ ربانی بلکہ بدولتِ مقام ارفع حضرت
مجدد اس کی تعلیق واقعی پر مطلع ہوتے ہیں۔ اور اس کے رفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں
یا عام مرشدین جنہیں الواح وصحائف پر اطلاع نہیں حسب عادت دعا کرتے ہیں
اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علمِ الٰہی میں تھی مندفع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ قضائے مبرم ہے جو
صالح رد ہے۔ اور اسی کی نسبت حضور غوثیت کا ارشاد امجد ولہٰذا فرماتے ہیں۔ تمام اولیاء
مقامِ قدر پر پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ سوا میرے کہ جب میں وہاں پہنچا میرے لئے اس میں ایک
روزن کھولا گیا جس سے داخل ہو کر نزعت اقدار الحق بالحق للحق میں نے تقدیرات
حق سے حق کے ساتھ حق کے لئے منازعت کی۔ مرد وہ ہے جو منازعت کرے۔ نہ وہ کہ تسلیم۔
رواہ الامام الاجل سیدی ابو الحسن علی نور الدین اللخمی قدس سرہ فی البہجۃ

المبارکۃ بسندین صحیحین ثلاثیین عن الامام الحافظ عبد الغنی المقدسی والامام الحافظ ابن الاخضر رحمہما اللہ تعالٰی سمعا سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وخرجنا فی زمرۃ من تبعہ ووالاہ آمین۔

تقدیر ان کی احکام ظاہر شریعت ہیں۔ وہ بھی تین طرح آتے ہیں۔ ایک معلق بظاہر تعلیق کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرما دیا۔ کہ ہمیشہ کو نہیں۔ ایک مدت خاص کے لئے ہے۔ کقولہ تعالٰی حتی یتوفٰھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا۔ دوسرے وہ کہ علم الٰہی میں تو اون کے لئے ایک مدت ہے۔ مگر بیان نہ فرمائی گئی جب وہ مدت ختم ہوئی۔ اور دوسرا حکم آیا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکم اول بدل گیا۔ حالانکہ ہرگز نہ بدلا۔ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ بلکہ اوس کی مدت یہیں تک تھی۔ مگر ہمیں خبر نہ تھی۔ ولہٰذا ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ نسخ تبدیل حکم نہیں۔ بلکہ بیان مدت کا نام ہے۔ تیسرے وہ کہ علم الٰہی میں ہمیشہ کے لئے ہیں۔ جیسے نماز کی فرضیت۔ زنا کی حرمت۔ یہ اصلاً صالح نسخ نہیں یہ قضائے مبرم بھی بصورت امر ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو۔ فلاں روز فلاں کو یوں دو۔ یہ جب ہیں۔ وہ بصیغہ خبر کہ خبر الٰہی میں تخلف محال بالذات ہے۔ وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم

واللہ تعالٰی اعلم ؎

**سوال چہارم**۔ دعا مقام رضا وتسلیم کے خلاف ہے۔ جب بندہ اپنے مقدر پر راضی ہوگیا۔ تو دعا سے کیا کام رہا؟

**جواب**۔ دعا خلاف رضا نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ حصول مدعا یا نجات از بلا دعا پر مقدر ہو۔

**قال الرضا**۔ یہ سوال سوال دوم کا غیر ہے۔ وہاں بربنائے تفویض سوال تھا۔ یہاں بربنائے رضا و تسلیم۔ اور تفویض و رضا میں فرق بیّن ہے۔ رضا کا مرتبہ تفویض کے درجے سے اعلٰی ہے تفویض یہ کہ اپنے کام دوسرے کے سپرد کیجئے۔ اب چاہے۔ وہ سیاہ و سپید کچھ کرے۔ اپنا دخل نہ دیجئے۔ عام ازیں کہ اپنے دل کو بھائے۔ یا ناپسند آئے۔ جیسے مدعی و مدعا علیہ کسی کو اپنے معاملے کا حکم بنا دیتے ہیں۔ جی تو ہر ایک کا یہی چاہتا ہے۔ کہ میرے موافق کرے۔ پھر اوس کے سپرد کر دیتے ہیں کہ جو تیری سمجھ میں آئے کرے۔ اور رضا و تسلیم یہ کہ اپنا ارادہ

اوس کے ارادے میں فنا ہو جائے۔ جو کچھ وہ چاہے اپنا دل بھی اوسی کو پسند کرے۔ اور اوس
کے خلاف کی خواہش نہ رکھے۔ والہٰذا قرآن عظیم میں فلا وربک لا یؤمنون حتی
یحکموک فیما شجر بینھم پر اکتفا نہ فرمایا۔ یعنی قسم تیرے رب کی وہ مسلمان نہ
ہونگے جب تک تجھے حاکم نہ بنائیں اوس جھگڑے میں جو اون کے آپس میں ہو۔ کہ فقط
اس قدر تو ہر حاکم کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اوس
کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا
تسلیما۔ یعنی پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں تنگی تیرے حکم سے اور تسلیم کریں جان کر۔
اب تسلیم و تفویض کا فرق اور دونوں سوالوں میں مغایرت کھل گئی۔ اور جواب کہ حضرت مصنف
علام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ اوس کی توضیح یہ ہے کہ اکثر عجز مدعا۔ یا انزال بلا اس لئے
ہوتا ہے کہ بندے ہمارے حضور الحاح و زاری کریں۔ اور عاجزانہ بیکسانہ گڑگڑاتے منہ اور
تھرتھراتے ہاتھ ہماری بارگاہ میں لائیں۔ وہ خود فرماتا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا
تضرعوا۔ تو کیوں نہ ہوا کہ جب اون پر ہماری طرف سے سختی آئی تھی گڑگڑائے ہوتے۔
اور وارد کہ فرماتا ہے من لا یدعونی اغضب علیہ جو مجھ سے دعا نہ کرے گا۔ میں
اوس پر غضب فرماؤں گا۔ اور گزرا کہ کبھی عطا سے مراد میں دیر اس لئے کرتے ہیں۔ کہ
ہمارے حضور زیادہ گڑگڑائے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ الحاح و زاری میں مصروف ہونا عین رضائے
مولیٰ ہے۔ نہ کہ اوس کے خلاف ؎

| | |
|---|---|
| بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت | واندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت |
| گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست | گفت ما را جلوۂ معشوق دریں کار داشت |

فافھموا واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم ؎

**سوال پنجم**۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں جب تک بندہ اپنی خواہش سے
دست بردار نہیں ہوتا۔ گرد اوس دولت کی اوس کے دامن کو نہیں چھوتی۔ اگر ایک ذرہ
مراد و آرزو کا باقی رہے سو دشت خونخوار میں قدم نہ نکال سکے ؎

**جواب**۔ حکم تصوف کا مانند حکم فقہ کے عام نہیں۔ بلکہ باختلاف احوال و مواجید
و نوازل مختلف ہوتا ہے۔ اسی لئے حکم فقہ کا صرف یہ جاری ہے۔ اور انکار صوفی کا فقہ پر صحیح

نہیں۔ صوفی کو رجوع بفقہ ضرور ہے۔ اور فقیہ کو رجوع بہ تصوف فرض[1] نہیں۔ امام مالک
رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جو فقہ حاصل کرے۔ اور تصوف سے واقف نہ ہو متکلف ہے
اور جو تصوف حاصل کرے۔ اور علم فقہ سے غافل ہو زندیق ہے۔ اور جو دونوں جمع کرے
محقق ہے ۔

تصوف چونکہ برتر و افضل ہے۔ مگر فقہ اسلم و اشمل ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ باطن ظاہر
پر مقدم نہ کیا جائے۔ یہ تحصیل میں نہ احکام کی تعمیل میں۔ کہ تحصیل فقہ بعد از تحقق فی التصوف
مشکل ہے۔ بخلاف العکس۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ کن فقیھا صوفیا ولا تکن صوفیا
فقیھا۔ پس یہ حکم صاحب مقام ضعف کے لئے مخصوص ہے۔ جسے یہ مقام حاصل۔ اوس کے
حق میں ترک دعا افضل ۔

قال الرضا۔ بلکہ اوس سے حد در دعا مشکل ۔

اس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پیشوائے
مریدان و سرور اولیا مرادان ہیں۔ کوئی ولی و نبی اون سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا ۔

قال الرضا۔ یعنی اون کی باندھی ہوئی حدوں سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ کہ سب اون کے
زیر حکم اور اون کے اتباع پر مامور ہیں ۔

خدائے تعالےٰ اون کو حکم دیتا ہے۔ قل اعوذ برب الفلق ۔ قل اعوذ برب الناس
قل رب زدنی علما ۔ قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین ۔
پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے انقطاع کلی کرے۔ اور دعا و سوال کو چھوڑ
دے۔ علما فرماتے ہیں جو شخص نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی بات نکالے
اوس کے منہ پر ماری جائے ۔

قال الرضا۔ بڑھنا یہ ہے کہ بے اذن حضور اقدام کرے۔ ورنہ یہ ہوگا کہ مخالفت میں
ورود ارشاد اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ
حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ لا ینقص
من اجورھم شیئا۔ جو اسلام میں اچھی راہ پیدا کرے۔ اوسکا اور قیامت تک اوس

---

[1] یعنی احکام میں ۱۲ منہ قدس سرہ ۔

عمل کرنے والوں کا ثواب اوسے ملتا رہے گا اور اون عاملوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو۔ خود حضور پر نور کا اذنِ عام ہے۔ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنا فادخلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السنۃ وضابطۃ السنۃ ما قررہ وفعلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وداوم علیہ ومن جملۃ فعلہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ تقریر واذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ ماذون لہ بالشرع فیہا وما جور علیہ مع العاملین لہا بہا ما دامہا یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فرما کر بدعت حسنہ کو سنت میں داخل فرما لیا۔ اور اوس کے ایجاد کرنے والے کو سُنّی قرار دیا۔ کہ سنت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مقرر رکھا۔ یا جو کام حضور نے مداومت و اظہار کے ساتھ کیا اور حضور کا وہ ارشاد بھی حضور کا فعل ہے۔ کہ اوس میں قیامت تک بدعت حسنہ نکالنے کا اذن اور اوسے برقرار رکھنا اور بتا دینا ہے۔ کہ اوسے شرع کی اجازت ہے۔ اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں اون سب کے ساتھ اجر و ثواب ہے ۔

ایک شخص نے کسی فقیر سے بشر حافی کا حال بیان کیا۔ کہ اونہوں نے جوتا پہننا چھوڑ دیا تھا۔ کہ زمین فرش خدا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ والارض فرشنہا فنعم الماھدون ۔ زمین کو ہم نے فرش کیا۔ تو کیا اچھے بچھانے والے ہیں ہم۔ تو جبکہ ہم امیروں اور بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہنکر نہیں جا سکتے۔ خدائے تعالٰی کے فرش پر جوتا پہنکر کس طرح پھریں۔ فقیر نے کہا۔ اے عزیز! جو شخص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں ضلالت دکھائے۔ بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا۔ پاخانے پیشاب کے لئے کس جگہ کو مقرر کیا۔ آیت کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہنکر پھریں۔ یا پاخانہ پیشاب کریں۔ خراب و ناپاک ہو جائے۔ والارض فرشنہا فنعم الماھدون ۔ زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے۔ مگر خراب نہیں ہوتا۔ جس وقت نجاست کو خشک ہو کر زائل ہوتی ہے۔ بے دھوئے اس پر نماز جائز ہوتی ہے ۔

قال الرضا۔ اس حکایت کے ایراد سے مقصود حضرت مصنف قدس سرہ صرف اس قدر
کہ جو زیادہ تکلف نے نامعتبر رکھا۔ دوسرا اوسکا اشتباہ نہیں کر سکتا۔ ولہٰذا حضرت سیدنا امام
زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب یہ خیال آیا۔ کہ پاخانے جانے میں نجاست کی
مکھیاں کپڑوں پر بیٹھتی ہیں۔ نماز کے لئے لباس جداگانہ چاہئے۔ فوراً اوس سے رجوع فرمائی۔ کہ صحابۂ
کرام ائمۂ دین تھے۔ جب اونہوں نے یہ امر روا رکھا۔ دوسرا کون اوسے معیوب کہہ سکتا ہے؟

تو اوس ولی اللہ کا اعتراض وہ اس وجہ پر متفرع ہے۔ جو بیان کرنے والے نے ذکر کی۔ نہ
معاذ اللہ حضرت حافی قدس سرہ العقابی کی وجہ ہائی ہے۔ اون کی برہنہ پائی کی وجہ وہ تھی جو خود
اونہوں نے بیان فرمائی۔ اور امام یافعی نے روض الریاحین میں ذکر کی۔ کہ وہ امیر کبیر تھے عیاشانہ
عیش و عشرت میں بسر کرتے۔ ایک دن اپنی مجلس عیش میں تھے کہ دروازہ سے پر کسی فقیر نے
آواز دی۔ کنیز گئی۔ فقیر نے پوچھا۔ تیرا آقا کیسا کرتا ہے؟ اوس نے بیان کیا۔ کہا تیرا آقا بندہ
ہے۔ یا آزاد؟ کہا آزاد۔ کہا سچ کہتی ہے۔ بندہ ہوتا تو بندگی میں ہوتا۔ یہ آواز حضرت
بشر کے گوش مبارک میں پڑی۔ فوراً حال متغیر ہوا۔ جیسا بیٹھے تھے ننگے پاؤں دوڑے۔ فقیر کو نہ پایا۔
سب چھوڑی۔ محبت مولٰی کے رنگ میں رنگے گئے۔ مگر اوس دن سے جوتا نہ پہنا۔ اگر
کوئی پوچھتا فرماتے۔ میرے مولٰی نے مجھ سے اسی حالت پر صلح کی۔ یعنی جس وقت جذب
الٰہی نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں اوس وقت ننگے پاؤں ہی تھا۔ لہٰذا اسی حال پر رہنا چاہتا ہوں
اب اون کی قدر بزرگی پائی دیکھئے جب بشر زندہ رہے تمام چارپاؤں نے رستوں میں لید۔ گوبر
پیشاب کرنا چھوڑ دیا۔ کہ حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی
دیکھی۔ کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پوچھا گیا۔ کیا ہے؟ کہا۔ حافی نے انتقال کیا۔
تحقیق کے بعد یہی امر نکلا۔ رضی اللہ تعالٰی عن اولیائہ ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین آمین۔

جواب۔ اس شبہ کا تین وجہ سے ہے۔ پہلی وجہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خلق
کی ہدایت و راہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ بعض اوقات حضور اولٰے کو چھوڑ کر ادنٰے کو
اختیار فرماتے۔ تا لوگ اوس کے جواز سے واقف ہوں۔ یہ مفضول اون کے لئے بجز افضل ہو
یہ اونچے لاکھ اعلیٰ سے اولیٰ تھا۔ حضور کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے تا لوگ سمجھیں کہ رداء و
سوال ہمارے لئے ہے مگر نہ سنت خاص کیلئے خاص ہے۔

قال الرضا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شارع ہیں۔ حضور کا فعل عام امت کی اقتدا

کے مشتبہ۔ حضور اگر اپنے مقام عالی سے عامۂ خلق کے لئے تنزل نہ فرمائیں۔ اتباع سنّت
تمام جہان کو محال ہو جائے۔ ولہٰذا تمام رات شب بیداری اور رمضان مبارک کے سوا پورے
مہینے کے روزے کبھی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔
شب کو قیام بھی فرماتے۔ اور آرام بھی۔ نفل روزے بھی رکھتے۔ اور افطار بھی۔ ایک بار
استنجا فرمایا۔ فاروق اعظم پانی حاضر لائے۔ ارشاد ہوا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور کے وضو
کو پانی۔ فرمایا۔ مجھے حکم نہ دیا گیا۔ کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں۔ ولو فعلت لکانت
سنۃ۔ اور میں ایسا کرتا۔ تو سنت ہو جاتا۔

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر وقت باوضو رہنا افضل نہیں۔ یا اکابر بندگان خدا
کا تمام رات عبادت میں گزارنا ایام محرمہ کے سوا نفلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ یہ
مقاصد شارع سے محض ناواقفی وجہالت ہے۔

دوسری وجہ انسان ہر وقت ایک مقام پر نہیں رہتا۔ ورنہ کارخانۂ ہدایت ونصیحت میں فتور
واقع ہو۔ ایک روز حضرت حنظلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنے لگے۔ حنظلہ منافق ہوگیا۔
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال پوچھا۔ کہا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں رہتا ہوں۔ اپنے دل میں ذوق وشوق پاتا ہوں۔ جب مجلس اقدس سے جدا
ہوا۔ اہل وعیال سے ملا۔ وہ ذوق وشوق نہیں رہتا۔ فرمایا۔ اپنا بھی یہی حال ہے۔ چلو
حضور سے یہ حال عرض کریں۔ عرض کی فرمایا۔ آدمی ایک حال پر نہیں رہتا۔ اگر تم ایک حال
پر رہو۔ تو کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤ۔ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو۔ اور فرشتے تم سے
مصافحہ کریں۔

منقول ہے کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ آپ نے
حضرت یوسف علیہ السلام کی بو کے پیراہن مصر سے سونگھی۔ اور کنعان کے کنوئیں میں ان کی خبر
نہ لی۔ فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینیم — گہے برپشت پائے خود نہ بینیم

پس سید عالم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا۔ بعض دیگر احوال میں
اولویت ترک کے منافی نہیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ بعض وقت دعا اور بعض وقت اوس کا ترک

اَولیٰ ہے۔ اور صفت اوس کی باشارۂ قلب اوسی وقت معلوم ہوتی ہے ۔

قال الرضاء - مگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے تواریہ احوال حالات اہل تلوین سے پاک و منزہ ہیں۔ وہ سرداران اصحاب تمکین ہیں۔ اور احوال متعاقبہ اونھیں کی تجلیات گوناگون کے آئینے ہیں۔ وہاں جو پچھلا ہے افضل و اکمل و احسن و اجمل احوال ہے۔ خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوۃ والثناء۔ قال تعالیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۔ جو آن آتی ہے تیرے لئے گذشتہ آن سے افضل و اعلیٰ ہے۔

فاحفظ واستقم ۔

تیسری وجہ مکہ اصح و افضل وجوہ ہے۔ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام بقا کہ اس مقام فنا سے ہزاروں درجے ارفع و اعلیٰ ہے۔ حاصل تھا۔ اور اس مقام میں دعا و سوال و توجہ بخلق و تمییز بین الصلاح والفساد جائز بلکہ لازم ہے۔ اور شفاعت و عذر خواہی اپنے متعلقوں اور متوسلوں کی طرف سے واجب ۔

قال الرضا - قال اللہ تعالیٰ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنٰت حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا فالحبل هو المعانع للقعدہ لا الموافق له كما تقدم آخر اپنے رب عزوجل کو دیکھ کر اپنے خلیل جلیل علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ فلما ذهب عن ابراهيم الروع وجاءته البشرى يجادلنا في قوم لوط ان ابراهيم لحليم اواه منيب ۔

جواب ثانی - اس بیان سے عدم جواز دعا و سوال نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے کہ دعا بھی مراد محبوب ہے۔ سالکین پر تقاضا ہے۔ ادعونی استجب لکم ہونے چاہئے ہے۔ [illegible] اپنے ہمارے حضور التجا لائے۔ اور عجز و بیچارگی اپنی ظاہر کرے۔ حدیث میں ہے۔ خدائے تعالیٰ پچھلی رات کو آسمان قریب پر تجلی خاص کرتا۔ اور صبح تک ارشاد فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھ کو پکارے۔ میں اوسے جواب دوں۔ کون ہے۔ جو مجھ سے مغفرت مانگے۔ میں قبول کروں ۔

حدیث قدسی میں ہے۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر جسے میں کھلاؤں۔ مجھ سے کھانا مانگو۔ میں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو۔ مگر جسے میں پہناؤں۔ مجھ سے کپڑا مانگو۔ میں کپڑا دوں گا ۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو دعا کی توفیق دی جائے دروازے بہشت کے اوس کے لئے کھول دے جائیں ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے جو مسلمان کسی دعا میں خدائے تعالےٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے ۔ خدائے تعالےٰ اوس کی دعا اوسے عطا کرتا ہے ۔ یا دنیا میں دیتا ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے ۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

# تذییل

بے ضرورت سوال آدمی کو ذلیل کرتا ہے ۔ حدیث شریف میں ہے سوال فواحش سے ہے ۔ اور فواحش حرام ۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ابوبکر اور ثوبان اور ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اس بات پر بیعت لی ۔ کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی سے سوال نہ کریں ۔ یہاں تک کہ اگر کوڑا گر جاتا ۔ گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتے مگر کسی سے نہ کہتے ۔ کہ ہمیں کوڑا اوٹھا دو ۔

اللہ پاک اصحاب صفہ کی تعریف کرتا ہے ۔ لا یسئلون الناس الحافا ۔ علماء فرماتے ہیں ترکِ سوال ہر حال بہتر اولیٰ ہے ۔ کہ خدائے تعالےٰ ہر شخص کے رزق کا کفیل ہے حدیث شریف میں ہے بھوکا اور حاجتمند اگر اپنی حاجت لوگوں سے چھپائے ۔ خدائے تعالےٰ اپنے رزقِ حلال سال بھر تک اوسے عنایت کرے ۔ وما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا نحن نرزقہم و ایاکم ۔

بشر حافی کہتے ہیں ۔ جو کسی کو کمر اور دیکھے ۔ اور کسی کے دروازے پر نہ جائے ۔ اور کسی سے سوال نہ کرے ۔ دنیا و آخرت میں با آبرو رہے ۔

بعض والی ربک فارغب کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔ اپنے رب ہی سے مانگ ۔ دوسرے سے سوال نہ کر ۔ اور ان لنا للاخرۃ والاولی ۔ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں فمن طلب من غیرنا فقد اخطا ۔ ترجمہ اوسے ہمارے غیر سے طلب کی وہ خطا پر ہو ۔

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے ۔ جانور کے واسطے گھاس اور ہانڈی کے لئے نمک

بھی تجھی سے مانگ ؎

علما فرماتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ سے سوال کرنا عزت۔ اور غیروں سے مانگنا موجب ذلت ہے

## بیت

راز گویم بخلق و خوار شوم ۔ با تو گویم بزرگوار شوم ؎

جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے۔ تین خرابیوں میں پڑتا ہے۔ پہلی خرابی۔ خلق کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہوجاتا ہے۔ ہر ایک کے سامنے عاجزی کرنی پڑتی ہے۔ جس سے کوئی نہیں۔ مگر اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کرے۔ اور سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کے سامنے تذلل کرے

دوسری خرابی۔ محتاجی ظاہر کرنا مولیٰ کی شکایت ہے۔ جو غلام بے پروا احسان فراموشی و نمک حرامی اپنے مولیٰ کے انعام و عطا پر قناعت نہ کرے۔ اور دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میرے رب نے مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے۔ اور بقدر رفع احتیاج نہیں دیتا ؎

نقل ہے۔ ایک عابد کسی پہاڑ پر رہتا۔ وہاں انار کا درخت تھا۔ ہر روز تین انار اس میں آتے۔ وہ نہیں کھاتا۔ اور عبادت کرتا۔ حق عز و جل کو امتحان منظور تھا۔ ایک روز انار نہ لگے صبر کیا۔ دو روز اور بھی اسی طرح گذرا تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اترا۔ اوس کے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا تھا۔ اوس سے سوال کیا۔ نصرانی نے چار روٹیاں دیں۔ اوس کا کتا بھونکنے لگا عابد نے ایک روٹی ڈال دی۔ کتے نے کھا کر پھر پیچھا کیا۔ دوسری روٹی ڈال دی۔ کتے نے وہ بھی کھالی۔ مگر پیچھا نہ چھوڑا جب چاروں کھالیں۔ اور بھونکنے سے باز نہ آیا۔ عابد نے کہا۔ اے مردود ناحق کوشش تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا۔ اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں۔ اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کتے نے کہا۔ میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں۔ کہ جس مالک نے برسوں بے محنت و مشقت ایسا نفیس رزق تجھے کھلایا۔ تین روز نہ دینے پر اتنا گھبرا گیا۔ کہ اوس کے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا ؎

تیسری خرابی جس سے سوال کرتا ہے۔ اوسے ناحق رنج دیتا ہے۔ کہ اگر وہ سوال رد کردے تو لوگوں سے شرمندگی و ندامت ہو۔ اور جو خلق سے شرما کر دے تو دل پر گراں گذرے۔ اور آخرت میں مفید نہ ہو۔ بلکہ بسبب ریاکاری کے مضر ہو۔ ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مصادرہ اور ناحق طلب کرنا ہے۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں جس کو جانے کہ یہ لوگوں کی شرم سے دیتا ہے۔ اوس سے لینا منع ہے

اور جو سوال سے خوش ہوتا اور بطیبِ خاطر دیتا ہے۔ بعض اوقات سوال اوس پر بھی ناگوار گزرتا ہے۔ خصوصاً اوس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے۔ پس جیسے کو لائق ہے کہ خدا ہی سے سوال کرے کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا۔ نہ بار بار عرض کرنے سے ناراض۔ بلکہ اور زیادہ راضی ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے جس کے پاس بقدر کفایت ہو۔ اور وہ سوال کرے۔ قیامت کے دن اوس کے منھ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہیگا۔

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ وہ جو کچھ لیتا ہے۔ دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی کسی نے عرض کی یا رسولَ اللہ کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے۔ فرمایا صبح شام کا کھانا۔ اور ایک روایت میں پچاس درہم کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں۔ اور وجہ تطبیق یہ ہے۔ کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے۔ اگر اون دنوں بقدر سدِ رمق ایک سال کا قوت نہیں رکھتا۔ یا سال بھر کے لائق کپڑا موجود نہیں۔ اور اس عرصے میں نہ ملنے کی امید ہو کسب پر قدرت۔ تو اوس کو سوال درست ہے۔ اور جو ہر روز سوال کرتا ہے۔ اوسے دوسرے دن کے لئے بھی سوال کرنا جائز نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ سوال بقدرِ حاجت درست ہے۔ اور حاجت باختلافِ اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف۔

پس غیرِ خدا سے سوال فی نفسہٖ قبیح ہے۔ اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت الضرورات تبیح المحظورات جو شخص بقدرِ سدِ رمق کے قوت یا بقدر سترِ عورت کے لباس۔ یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا۔ اور کسب[1] سے بھی نہیں حاصل کر سکتا۔ وہ سے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے

---

[1] اگر قدرت کسب رکھتا ہو تو کسب کرے۔ اور سوال سے باز رہے۔ مگر طالب علم اگر کسب معاش طلبِ علم میں خلل ڈالے۔ بخلافِ عابد کہ وہ کسب کرے اگرچہ عبادت میں حرج ہو۔ قال الموجہ۔ وجہ فرق ظاہر ہے۔ کہ کسب حلال خود افضل عبادات سے ہے۔ تو اس میں دونوں مقصود حاصل بخلافِ علم کہ اوس سے جو مطلوب ہے کسب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مع ہذا طلبِ علم فرضِ عین ہے۔ یا فرض کفایہ۔ اور عبادتِ نافلہ کے لئے تفرغ اصلاً فرض نہیں بلکہ اسی طرح اوس دینی کتاب کو جس کی حاجت رکھتا ہے فروخت کرنا ضرور نہیں۔ ہاں جس کتاب کی حاجت نہ ہو اور جا تساہ اور اسی قسم کا اسباب کہ حاجت سے زیادہ ہو بیچ ڈالے۔ اور سوال نہ کرے منہ قدس سرہٗ۔

پہلی شرط - خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے - اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے ۔

دوسری شرط - حتی الوسع اپنے عزیز اور دوست اور جن کی عالی ہمت سے مانگے کہ اوس پر سوال گراں نہ گذرے گا - اور وہ اوسے بنظرِ حقارت نہ دیکھیگا ۔

تیسری شرط - پارسائی کو حیلۂ طلبی و سوال کا نہ کرے - کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے ۔

چوتھی شرط - جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے - کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو - اور جو دے - اوس کے جی پر گراں گذرے - مگر صاحبِ زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو - تو اپنے لئے سوال بہ تعیین مضائقہ نہیں رکھتا - اگرچہ اوس کو ناگوار ہو - اور اسی طرح تعیین سوال کر مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے نہ چاہئے ۔

پانچویں شرط - قدرِ حاجت سے زیادہ نہ مانگے - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - اصل حاجتیں تین ہیں - روٹی - کپڑا - گھر - اور حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں پہنچتا ۔ لقمہ کہ اوس کی پیٹھ کو سیدھا رکھے - اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے - اور جھونپڑا گھر جس میں جھک کر داخل ہو سکے - اسی طرح جو چیزیں گھر کے لئے لابد ہیں - وہ بھی حاجت میں داخل ہیں ۔

قال ایضاً - یہ حاجات ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے - اور اہل عیال والے کو اون کے نفقہ کی بھی حاجت ہے - اگر بی بی - یا غیر بالغ لڑکے - یا حاجتمند ماں باپ اور اون کے مثل اون کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اوس پر واجب ہے - قدرِ کفایت نہ پاس ہے - نہ وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے - تو اون کے لئے بھی سوال جائز بلکہ واجب ہے فان ما لا یحصل الواجب الا بہ یکون واجباً کمثلہ و فی رد المحتار عن الذخیرۃ ان قدر علی الکسب تفرض النفقۃ علیہ فیکتسب و ینفق علیہم و ان عجز بکونہ زمناً او مقعداً یتکفف الناس و ینفق علیہم کذا فی نفقات الخصاف - غرض اصل کلی وہی ہے - کہ جو حاجت و ضرورت واقعی و شرعی ہو اور طریقۂ تحصیل سوا سوال کے دوسرا نہ ہو - اوس کے لئے بقدرِ حاجت تا وقتِ حاجت سوال جائز ہے - ورنہ حرام ۔

آجکل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لئے بھیک مانگتے ہیں - اور اوس سے مقصود رسوم مروجہ چند کا بجا لانا ہوتا ہے - حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجتِ شرعیہ نہیں - تو اون کے سوال ضلال

نہیں ہو سکتا ۔ ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجتمند حقیقی والے کی اعانت کریں حدیث
میں کسی کی مدد کرنے اوسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے ۔

بعض بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائینگے ۔ یہ بھی حرام ۔ اور اونہیں دینا بھی حرام صاحب منحہ
حرم اعطاؤہ ۔ فقیر کو حج نفل ہے ۔ اور سوال حرام نفل کے لئے حرام اختیار کرنا کیسی نے (!) ۔

چھٹی شرط ۔ اوسے تنعم و تجمل نفس و عیال میں صرف نہ کرے ۔ بلکہ وسیلہ عبادت و مصالح میں خرچ
کرے ۔ قال الرضا مال غادی و رائح ہے صبح آتا اور شام جاتا ۔ شام جاتا اور صبح آتا ہے ۔
اس شبینہ کے محتاج آنکھیں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ ثروت و تاج ہو گئے ۔ اب اگر کسی نے ضرورت
کے لئے سوال سے مال حاصل کیا ۔ ابھی خرچ نہ ہوا تھا ۔ کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا ۔ تو گو
اگرچہ اوس مال سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں ۔ کہ اوس وقت محتاج ہی تھا ۔ مگر اولیٰ
یہی ہے کہ واپس کر دے ۔ تاکہ ذلت سوال کی تلافی اور شکر و اظہار نعمت الٰہی ہو پھر بھی اگر
صرف کرے تو ایسی حاجت و ضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لئے مانگا تھا ۔ اوس کے خلاف
نہ ہو ۔ ھذا ما ظھر لی فی شرح ھذا الکلام الشریف فافھم واللہ تعالٰی اعلم ۔

ساتویں شرط ۔ منعم حقیقی کا شکر بجا لائے ۔ اور جس نے دیا ۔ اوس کا بھی شکر ادا کرے
کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے ۔ اور اوس کے حق میں دعا کرے ۔ حدیث شریف میں ہے جو بھلائی
کرے ۔ اوس کو بدلا دو ۔ نہ ہو سکے ۔ تو اوس کے لئے دعا کرو ۔ مگر صدقہ دینے والے کو چاہئے کہ
اگر فقیر اوس کے سامنے اوسے دعا دے ۔ تو وہی دعا فقیر کو دیدے ۔ تاکہ دعا کا عوض دعا ہو جاوے
اور صدقہ بے عوض رہے ۔ اوس کے عوض ثواب آخرت لے ۔

آٹھویں شرط ۔ کسی سے بار بار سوال نہ کرے ۔ کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا ۔ اور اوس کو
حریص سمجھیگا ۔

نویں شرط ۔ اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرما کر یا مال مشتبہ یا حرام اوس کو دے
قبول نہ کرے ۔ کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا ۔ خدا اپنے فضل و کرم سے اسے
بہتر عنایت فرمائیگا ۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ۔

دسویں شرط ۔ وجہ اللہ سوال نہ کرے ۔ یعنی یہ کہہ کر خدا کے واسطے مجھے کچھ دو ۔ کہ حضور
اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص بوجہ اللہ سوال کرے ۔ ملعون ہے ۔
ایک بزرگ کوفہ کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے ۔ اس چڑیا کے لئے مجھے کچھ دو ۔ کسی

نے کہا۔ یہ کیا کہتے ہو۔ فرمایا۔ دنیا کے لوگوں کے لیے خدا کا واسطہ نہیں لا سکتا۔ اوس کا شفیع بھی حقیر چاہتے ہو

حضور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسئل بوجہ اللہ الا الجنۃ ۔ وجہ اللہ کیکر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے ۔

**گیارھویں شرط**۔ جسقدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے۔ زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو مال دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اوس میں برکت نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ کے لئے اصرار سے مطلب اصرار کرتا ہے۔ کہ زیادہ کام آئیگا۔ اور وہاں اوس سے برکت اٹھا لی گئی۔ کہ اوس تھوڑے کی قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا۔ اگر قناعت کرتا۔ اللہ جل جلالہ خیر و برکت عطا فرماتا ۔

**بارہویں شرط**۔ لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے ۔ **قال الرضا**۔ جیسے دینے والے کو چاہئے۔ کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے۔ کہ اللہ عز وجل غنی ہے۔ صدقہ پہلے اوس غنی مطلق جل وعلا کے دست قدرت میں پہنچتا۔ اوس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیشکش کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔ ہرگز نیکی نہ پاؤگے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو۔ اور فرماتا ہے۔ لستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ تمہیں ایسی چیز دی جائے۔ تو نہ لوگے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ ایسے ہی صدقہ لینے والے پر لازم ہے۔ کہ ناقص پر ناراض نہ ہو۔ اور اوس کی مذمت و شکایت نہ کرے۔ کہ آخر اوس کی طرف سے نعمت ہے۔ اور نعمت کا سزاوار شکر ہے۔ نہ شکایت۔ اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا۔ کہ شکایت کرتا ہے ۔

**تیرھویں شرط**۔ جو شخص مال ظلم یا مال ربا دے۔ ہرگز نہ لے۔ کہ خبیث سے سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ۔ **قال الرضا**۔ اگر معلوم ہو۔ کہ جو کچھ یہ دیتا ہے۔ عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے۔ خواہ ہدیہ میں۔ خواہ صدقہ میں۔ خواہ اجرت میں۔ خواہ قرض میں۔ خواہ کسی طرح۔ ورنہ جائز۔ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ ناخذ قالہ الامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی وقد فصلنا المسئلۃ بوجوہها فی مجموعتنا المبارکۃ ان شاء اللہ تعالٰی العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ ۔

**چودھویں شرط**۔ صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے۔ جیسے دینے والے کو چاہئے بہت دے

اور تھوڑا نہ سمجھے۔ والکثیر فی جنب اللہ قلیل۔ حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو۔ اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔ قال الرضا: اس کے مخاطب صدقہ دینے والے بھی ہو سکتے ہیں یعنی اگر ایسی ہی چیز کی استطاعت ہے۔ تو یہی دو اور اسے حقیر نہ جانو۔ کہ آخر امتثال امر ہے۔ اور محتاج کے کچھ تو کام آئے گی۔ وہاں انھیں دو باتوں پر نظر ہے۔ نہ تمہارے قلیل و کثیر پر۔ کہ یوں تو تمام متاع دنیا شرق سے غرب تک کے سارے خزینے دفینے بر قلیل سے قلیل تر ہر ذلیل سے ذلیل تر ہیں۔ اور جب اس وقت ناقص ہی چیز ہاتھ پہنچتا ہے۔ تو اب وہ آیۂ کریمہ وارد نہ ہوگی۔ جو ہم نے زیر شرط ۱۲ تلاوت کی۔ کہ اوس میں لا تیمموا الخبیث فرمایا ہے۔ بالقصد ناقص چیز نہ دو۔ کہ ناقص وکامل دونوں پر دسترس ہے۔ اور قصداً ناقص دو ورنہ لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتٰھا سیجعل اللہ بعد عسر یسرا۔ نیز حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ممکن کہ صدقہ دینے میں تھوڑی چیز کو بھی حقیر نہ جانو۔ اگرچہ زیادہ کی استطاعت بھی ہو۔ ہاتھ پہنچتا ہے۔ مگر شیطان روکتا ہے۔ نفس آڑے آتا ہے۔ ایک شیطان کیا ستر شیطان صدقے سے باز رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا صدقہ ستر شیطانوں کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے۔ تو ایسی حالت میں تھوڑا ہی دے۔ اور اسے حقیر جان کر بالکل دست کش نہ ہو۔ کہ آخر محتاج کے بکار آمد ہوگا۔ اور بخل کی جڑ دل پر چھینٹے میں کچھ تو کمی آئیگی۔ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ اور یہاں بھی وہ آیۂ کریمہ وارد نہیں۔ کہ اس میں لا تیمموا الخبیث فرمایا۔ نہ لا تیمموا القلیل خبیث و قلیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پاؤ بھر کھرے گیہوں قلیل ہیں خبیث نہیں۔ اور دس من گھنے ہوئے کہ گل کر آٹا ہو گئے خبیث ہیں نہ قلیل۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی۔ کہ اون کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے زمانہ خلافت میں اون کے تصرفات مجبور کر دیئے تھے۔ ہزار ہا روپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرما دیتیں۔ ایک بار امیر معویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کنیز کو حکم دیا ہزار فلاں کو دے آؤ۔ سو فلاں کو۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا۔ اور خود حضرت ام المومنین کا روزہ تھا۔ کنیز نے عرض کی حضور کا روزہ ہے۔ اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں۔ فرمایا پہلے سے کہتی۔ تو کچھ رکھ لیا جاتا۔ او آن کہ ام المومنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا

دیکھنے والے نے تعجب کیا۔ فرمایا۔ کم تری فیھا من مثاقیل ذرۃ۔ اس میں کتنے ذرے مل سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا۔ اوس کا اجر دیکھیگا ۔

ھذا اکلہ ما ظھر لی وارجو ان یکون صوابا واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ چودہ شرائط حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے چند فقیر ذکر کرتا ہے کہ جن کا مدرک کامل ہو

**پندرھویں شرط۔** مسجد میں سوال نہ کرے۔ کہ حدیث شریف میں اس سے ممانعت آئی۔ اور اوسے دینا بھی نہ چاہئے۔ کہ شنیع پر اعانت ہے۔ علما فرماتے ہیں مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے اور درکار ہیں۔ جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی الھندیۃ والحدیقۃ الندیۃ وغیرھما اور اگر ایسی بے تمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا ہے۔ یا بیٹھے ہوؤں کو پھاند کر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع وھو المختار علی ما فی الدر المختار عن الخطی وقد جزم فی الصلوۃ باطلاق الحظر وعبر عن ھذا بقیل **اقول** وان فرق بمن تعود فیھم عطاؤہ مطلقا او ورد غریبا کئیبا لا یعرف الناس فیباح ان لم یتخط لم یبعد وکان توفیقا واللہ تعالیٰ اعلم ۔

**سولھویں شرط۔** سوال میں زیادہ تملق وچاپلوسی نہ کرے۔ کہ شان اسلام کے خلاف ہے ۔ حدیث شریف میں آیا مسلمان خوشامدی نہیں ہوتا۔ اور جھوٹی جھوٹی تعریفیں اس سے بھی بدتر۔ کہ ایک تو تملق۔ دوسرے کذب تیسرے اوس شخص کا نقصان کہ منہ پر تعریف کرنے کو حدیث میں گردن کاٹنا فرمایا۔ اور ارشاد ہے۔ مداحوں کے منہ میں خاک جھونک دو خصوصاً اگر ممدوح فاسق ہو کہ حدیث میں فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا۔ اور عرش الرحمٰن ہل جاتا ہے ۔

**سترھویں شرط۔** مال حاصل کرنے کے لئے جسقدر حاجت اپنے میں ہے۔ اوس سے زیادہ ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ اظہار زبان قال سے ہو۔ یا زبان حال سے ہو۔ کہ ایک تو دروغ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے جو لوگوں کو اوس سے زیادہ خوف خدا دکھائے جتنا اوس کے پاس ہے منافق ہے۔ دوسرے دھوکا دینا۔ حدیث شریف میں ہے ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمیں فریب دے۔ تیسرے وہ مال کہ اوس کے عوض لے گا۔ ناجائز ہوگا۔ کما فی الطریقۃ المحمدیۃ۔ کہ دینے والا اگر ایسا نہ جانتا نہ دیتا۔ یا اتنا نہ دیتا ۔

**اٹھارہویں شرط۔** کسی پچھلے عمل دینی کے ذریعے سے بھی دُنیا نہ مانگے۔ کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے جیسے بعض فقرا کہ حج کر آتے ہیں۔ جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر کبھی بِک نہیں چکتا۔ حدیث شریف میں آیا۔ جو آخرت کے عمل سے دُنیا طلب کرے۔ اوس کا چہرہ مسخ کر دیا جائے۔ اور اوس کا ذکر مٹا دیا جائے۔ اور اوس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے ۔

امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔ ایک غلام و آقا حج کر کے چلے۔ راہ میں نمک نہ رہا۔ نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا۔ بقال سے تھوڑا نمک یہ کہکر لے آ۔ کہ ہم حج سے آتے ہیں وہ گیا۔ اور کہا میں حج سے آتا ہوں۔ تھوڑے نمک دے۔ لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا اس بار یوں کہا۔ کہ میرا آقا حج سے آتا ہے۔ تھوڑا نمک دے۔ لے آیا۔ تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا۔ غلام نے کہ حقیقۃً آقا بخشنے کے قابل تھا جواب دیا۔ پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا۔ کل آپ کا بیچا۔ آج کس کا بیچکر لاؤں ۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا۔ اون برتنوں میں کھانا لاؤ۔ جو میں دوبارہ کے حج میں لایا ہوں۔ امام نے فرمایا مسکین تُو نے ایک کلمہ میں اپنے دو حج ضائع کئے۔ جب مجرد اظہار پر یہ حال ہے۔ تو اُسے ذریعۂ دنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالٰے ۔

اور اسی میں داخل ہے وعظ کا پیشہ کہ آجکل وہ کم علم بلکہ بہت سے جاہلوں نے گداگری کی سیدھی اور وسیع چال کر حافظہ کی قوّت دماغ کی طاقت زبان کی طلاقت کو شکار مردم کا جال بنایا ہے عقائد سے غافل مسائل سے جاہل۔ اور وعظ گوئی کے لئے آ بیٹھے۔ ہر جامع ہر مجمع۔ ہر مجلس ہر جلسے میں غلط حدیثیں۔ جھوٹی روایتیں اولٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہو جائیں گے۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے جو ہو سکا کما لینگے۔ اوّل تو اونہیں وعظ کہنا حرام قطعی ہے ۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوّا مقعدہ من النار۔ جو بے علم قرآن کے معنے میں کچھ کہے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما ۔ دوسرے اون کا وعظ سننا حرام سمّٰعون للکذب ۔ تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے۔ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئًا۔ تیسرے وعظ وپند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا اگلے اہل مردود وشیوۂ نصارٰی و یہود ہے ۔ [illegible] ہے ۔ التذکیر علی المنابر [illegible] کما ط ستّۃ

الا الانبیاء والمرسلین وللریاسة ومال وقبول عامة من ضلالة الیھود والنصارٰی

خلاصہ و تاتارخانیہ و ہندیہ میں ہے: الواعظ اذا سأل الناس شیئا فی مجلس لنفسه

لایحل له ذلك لانه اکتساب الدنیا بالعلم۔

اکثر فقیہ ابو اللیث نے اگر حال زمانہ دیکھ کر کہ سلطنتوں نے علماء کی کفالت چھوڑ دی بیت المال میں اون کا حق کہ ہمیشہ اون کے اور اون کے متعلقین کے تمام مصارف کی کفایت کی جائے اونھیں نہیں پہنچتا۔ وہ کسب معاش میں مصروف ہوں۔ تو عوام کو ہدایت کا دروازہ مسدود ہوتا ہے۔ اذان و امامت و تعلیم اجرت پر فتوائے متاخرین کی طرح قول جمہور اور خود اپنے قول سابق سے رجوع فرماکر عالم کو اجازت دی کہ وعظ و پند کے لئے مقتولات میں جائے۔ اور نذر دے، تو وہ مجبوری کی اجازت بحالت حاجت خاص عالم دین کے لئے ہے۔ جو اہل وعظ و تذکیر ہے۔ نہ جاہلوں یا ناقصوں کے واسطے کہ اونھیں وعظ کہنا ہی کب جائز ہے۔ جو اوس کی ضرورت کے لئے اس محظور کی اجازت ہو۔ پھر اوس کے لئے بھی صرف محل حاجت بقدر حاجت اجازت ہوگی۔ کلان ما کان بضرورة تقدر بقدرها نہ کہ بلا حاجت یا خزانہ بھرنے کے لئے پھر آگے مدار نیت پر ہے۔ اگر اللہ عزوجل کہ علیم بذات الصدور ہے۔ اوس کی حالت جانتا ہے۔ کہ اصل مقصود ہدایت ہے نہ جمع مال جب تو اس مجبوری کہ قوت سے نفع پا سکتا ہے ورنہ واعظ سے سر و خفی کے حضور جھوٹا حیلہ نہ چلے گا۔ اور دنیا خر اور دین فروش ہی نام پائیگا والعیاذ باللہ تعالٰی۔

**انتیسویں شرط:** کسی جھوٹے حیلے سے دھوکا نہ دے مثلاً مسجد بنوانی ہے۔ مدرسے کو درکار ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہ اگر سرے سے بے اصل تھا۔ تو جھوٹ بچا۔ اور اگر مسجد و مدرسہ واقعی تھے اون کے نام سے لے کر خود کھایا۔ تو خیانت ہوئی۔ اور بہر حال میں فریب بھی بچا۔ اور جو ملا مال حرام بچا۔ اور ایک سخت ناپاک تر دھوکا وہ ہے۔ کہ بعض احمق جاہل خدا نا ترس مال حرام حاصل کرنے کو ﴿حلقہ تا ارزاں شود اسلال سے بیشوم﴾ پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے گناہ کبیرہ سے دُور بھاگے۔

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو جب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے۔ اوس پر اللہ تعالٰی اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالٰی نہ اوس کا فرض قبول کرے۔ نہ نفل والعیاذ باللہ

سفہائے جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بنا پر اپنے آپ کو سید کہتے کہلاتے ہیں۔ یہ بھی محض جہالت و معصیت۔ اور گویا دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرح مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ ماں سے قال اللہ تعالیٰ وعلی المولود لہ ۔

امام خیر الدین رملی نے فتاوٰی خیریہ پھر علامہ شامی نے ردالمحتار اور دیگر علماء نے اپنے اسفار میں تصریح فرمائی۔ کہ جس کی ماں سیدانی ہو اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک فضیلت رکھتا ہے۔ مگر زنہار سید نہ ہو جائے گا۔ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ ایسا شخص اگر اپنے آپ کو سید کہے۔ تو اوسی وعید میں داخل ہے۔ کہ اوس پر خدا و ملائکہ و ناس کی لعنت اور اوس کی عبادتیں مردود اور اکارت۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

**بیسویں شرط**۔ اگر واقعی سید یا شیخ علوی یا عباسی غرض ہاشمی ہے۔ تو مال زکوٰۃ لینے کے لئے اپنا ہاشمی ہونا نہ چھپائے۔ کہ دینے والے نے انجانی میں دیدیا۔ تو اسے تو لینا حلال نہ ہوگا۔ اور اگر چھپانے کے لئے اپنی دوسری قوم ظاہر کی۔ تو اوسی وعید شدید کا مورد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

**سوال** سابق مذکور ہوا کہ ترک سوال بہر حال اولیٰ ہے۔ حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ شیخ ابوسعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے۔ اور خواجہ ابو حفص حداد مغرب و عشا کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔ خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے۔ اور خواجہ ابراہیم ادہم جب کہ جامع بصرہ میں معتکف تھے۔ تین دن بعد افطار فرماتے اور اوس روز سوال کرتے۔ قال الرضاء ان حضرات علیہم رحمت و رضوان کے یہ احوال علامہ مناوی نے بھی تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث من سئل من غیر فقر فانما یاکل الجمر ذکر کئے۔ اور حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا ہنگام فاقہ ہاتھ پھیلا کر شیئا للہ فرماتے ۔

**جواب** مشائخ عظام و اولیائے کرام کبھی مفضول کو اختیار فرماتے ہیں۔ اون کے تمام اعمال و افعال و انواع احوال میں اغراض عالیہ ہیں۔ بزرگوں نے بوقت اباحت شرعیہ سوال میں تین فائدے تجویز کئے ہیں بنظر اون فوائد کے کبھی سوال کیا۔ اور اپنے مریدوں کو اوس کا اذن دیا ہے۔ **پہلا فائدہ**۔ ریاضت نفس۔ خواجہ شقیق بلخی کے ایک مرید خواجہ بایزید کے پاس آئے تو پ...

اون کے پیر کا حال دریافت فرمایا عرض کی خلق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ فرمایا میری
طرف سے شقیق سے کہنا۔ دو روٹیوں کے واسطے خدا کو نہ آزماؤ۔ امر توکل کا حاصل کرکے شہر کے
وقت بھیک مانگ لیا کرو کہیں یہ فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے۔

قال الرضا۔ اللہ عز و جل پر توکل فرض عین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم
مؤمنین ۔ اللہ ہی پر توکل کرو۔ اگر مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے۔ ان کنتم اٰمنتم باللہ
فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین ۔ اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ تو اوسی پر بھروسا کرو
اگر مسلمان ہو۔ خصوصاً تشرف کہ انقطاع عن الغیر بلکہ فناء عن الغیر بلکہ نفی مطلق غیر ہے۔ اور یہی
مانع توکل کیونکر ترک کیا حکم ہوسکتا ہے۔ ہاں توکل قلب سے طرح اسباب ہے نہ کہ عمل میں ترک
اسباب۔ خود حکم فرماتا ہے فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ ۔ زمین میں پھیل جاؤ
اور اوس کا فضل ڈھونڈو۔ ولہذا جب ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ اپنا ناقہ چھوڑ دوں۔
اور خدا پر توکل کروں۔ فرمایا۔ بلکہ اعقلہا وتوکل۔ اوس کا پاؤں باندھ دے۔ اور توکل کر یعنی خدا
پر بھروسا کر۔ رواہ البیہقی فی الشعب بسند جید عن عمرو بن امیۃ الضمری وللترمذی
بلفظ اعقلہا وتوکل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ ع ۔ برتوکل پائے اشتر بابند ۔

عالم اسباب میں رہ کر ترک اسباب گویا ابطال حکمت الٰہیہ ہے۔ کباسط کفیہ الی الماء
لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلائے ہوئے کہ وہ اس کے منہ میں
پہنچ جائے۔ اور وہ پہنچنے والا نہیں۔ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کو منع فرمایا۔
رہا اون کا سوال۔ اقول۔ اللہ عز و جل کے جس طرح کچھ فرائض و محرمات ہیں۔ جیسے نماز روزا ویسے
ہی قلب پر بھی ہیں۔ اور اون کی فرضیت و حرمت اوسی طرح یقینی قطعی ضروریات دین سے ہے۔
جیسے صبر و شکر و تواضع و اخلاص کی فرضیت جزع و کفران و تکبر و ریا کی حرمت عوام کہ بہت
متوجہ تقوے و طاعت ہوئے یا نہیں فرائض و محرمات ظاہرہ پر قناعت کرتے۔ اور فرائض و
محرمات قلبیہ سے اصلا کام نہیں رکھتے۔ پڑھیں نماز۔ اور کریں تکبر اور رب عز و جل فرماتا ہے الیس
فی جہنم مثوی للمتکبرین ۔ کیا جہنم میں ٹھکانا نہیں متکبروں کا۔ ارباب قلب بشدت
متوجہ بقلب ہوتے ہیں۔ ظاہری باطنی دونوں فرائض بجالاتے۔ اور دونوں کے تمام محرمات سے
احتراز فرماتے ہیں پھر ظاہری اصلاح سہل ہے۔ اور باطنی اول سے بہت مشکل کیجواس عمر کو ایک کام
میں لگانا بڑے جہاد ایک ہمت کا کام ہے۔ اور قلب سے رذائل دھو دینا فضائل سے آراستہ

کہ لطیف کارے وارد۔ یہ مسئلہ کا نوالہ نہیں۔ بلکہ بدن بھی تابع قلب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔ بیشک بدن میں ایک گوشت پارہ ہے۔ وہ سنور جائے تو سب بدن بنجائے۔ اور جب وہ بگڑ جائے۔ تو سب بدن خراب ہو جائے۔ محققین یہ ہو قل ہے۔ خلق کی کثرت مخالطت اعمال ظاہر میں بھی بہت مخل ہوتی ہے۔ ہزاروں گناہ جسمانی تو وہ ہیں کہ تنہائی میں ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جو ہو سکتے ہیں۔ وہ بھی بحال مخالطت زائد ہوتے ہیں۔ اور صحبت عوام قلب کے لئے تو بہت ہی خطرناک ہے۔ مگر ضرورت شرعیہ جیسے مفتی شرع و قاضی حق و مدرس دین و واعظ نہ ہے۔ اور بغیر اللہ دار کے طرق کسب تجارت زراعت نوکری مزدوری ہیں۔ اور ان سب میں مخالطت اس کی حاجت اور اصلاح نفس کے لئے عدم فراغت ہے۔ اور تصحیح فرائض و اجتناب محرمات اہم ضروریات دینیہ سے ہے۔ اور ضرورت دینی کے وقت سوال حلال یہ معنے ہیں۔ ملون کے اذن اور حضرت محقق علام مدرس سرہ کے ارشاد ریاضت نفس کے نہ وہ جو آجکل کے شریر سے جوگیوں نے اختیار کیا ہے۔ کہ اچھے خاصے جوان تندرست اور بھیک مانگنے کا پیشہ۔ اور اصلاح قلب درکنار۔ اصلاح ظاہر سے برکنار۔ اور تنبیہ کیجئے۔ تو شرع مطہر سے معارضے کو تیار کہ بھیک مانگنا بھی ریاضت ہے والکاسب حبیب اللہ یہ حرام قطعی ہے۔ اور شرع کا مقابلہ۔ اور سخت تر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

**دوسرا فائدہ۔** اپنی قدر و قیمت پر متنبہ ہونا۔ جب شبلی مرید ہوئے۔ خواجہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوبکر تو ملک شام کا امیر الامرا تھا۔ جب تک بازار میں بھیک نہ مانگیگا۔ دماغ تیرا نخوت سے خالی نہ ہوگا۔ اور اپنی قدر قیمت نہ جانیگا۔ وجہ اور ابتداء میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ دیا۔ آخر رفتہ رفتہ پھر روز بازار او گھٹتا ہوتا جاتا۔ ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی۔ کہ صبح سے شام تک پھرتے۔ کوئی کچھ نہ دیتا۔ پیر سے حال عرض کیا۔ فرمایا۔ قدر تیری یہ ہے۔ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا۔

**قال الرضا۔** سوال بے ضرورت شرعیہ اپنے لئے حرام ہے۔ اور مسکین و حاجتمند مسلمانوں کے لئے مانگنا حلال بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور جب مسکین پر ظاہر نہ کیا جائے۔ کہ سوال دوسروں کے لئے ہے۔ تو ضرور وہ اپنے ہی لئے سوال جانیں گے۔ اور جو حالت نفس پر

وہاں طاری ہوتی۔ یہاں بھی ہوگی۔ خصوصاً بازار میں دکان دکان گداگروں کی طرح مانگتے پھرنا خصوصاً
جبکہ دروازہ یک سو بند دراز تک ہو کہ اب تو گھر یہ کھلا بھی ہوتا۔ گداگروں کے لئے مانگتے ہیں
جب بھی شدہ شدہ وہی نوبت پہنچی۔ کہ کوئی کچھ نہ دیتا۔ مگر اوس کے عدم اثر میں کسر نخوت
بدرجہ اتم ہے۔ اس دوسرے طریقہ سوال میں جبکہ خود ضرورت شرعیہ نہ ہو۔ حضرات علیہ
یہی صورت ملحوظ رکھتے ہونگے۔ کہ سوال کیا۔ اور خلق سے چھپ کر خفیہ۔ تصدق فرما دیا۔ مساکین
کی حاجت روائی ہو لی۔ خلق سے تصدق کی فضیلت پائی۔ خود علاوہ تصدق اوس کسر نفس کی
دولت ملی۔ ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔

**تیسرا فائدہ** ۔ رعایت ادب کہ مال سب خدا کا ہے۔ خلق صرف وکیل و نگہبان ہے۔
خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گداو بیگانہ اوس سے ہر قسم کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا۔
یحییٰ رازی نے اپنی ماں سے کچھ مانگا نہ کہا۔ خدا سے مانگ۔ فرمایا۔ اے مادر مہربان مجھے شرم
آتی ہے۔ کہ ایسی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ وہ بھی خدا کے تعالیٰ
کا جانتا ہوں۔ یعنی یہ سوال بھی درحقیقت خدا سے ہے۔ مگر ایسی حقیر چیز بلا واسطہ اوس سے مانگنا
نہیں چاہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال الرضا عنہ۔ اس کے متعلق بعض کلام مسئلہ ترک و کسب میں مسطور۔ اور اصل یہ ہے۔ کہ
جب حاجت محقق اور طرق کسب کی وہ حالت کہ اوپر مذکور۔ اور ترک مطلق سبب کی اجازت
نہیں۔ تو رجوع الی السوال آپ ہی ضرور۔ مگر لازم ہے۔ کہ خلق پر نظر ظاہر ہو۔ اور حقیقت نظر
مالک و معطی حقیقی عزوجل پر مقصور۔ ایسی حالت میں بعض ابطال اسباب چاہ کر یا اللہ مگر دا
دے۔ یا اللہ اپنے دے کے مانگنا بہتا آپ ہی اور پر شرع سے دور۔ ھذا ما ظہر لی
فافھم واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر یہ بھی وہاں ہے جہاں مانگنا سوال ہو۔ محل انبساط
تام میں کہ باہم اتحاد ہو۔ ایک دوسرے کے مال میں ایسی مغایرت نہ ہو۔ کہ مانگنے کو ذلت و ننگ
و عار یا مانگنا سمجھیں۔ جیسے ماں باپ اولاد زوج و زوجہ کہ اسی عدم مغایرت کے باعث
انہیں دینے سے شرعاً زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ کہ یہ دینا نہ ہوا۔ بلکہ گویا اپنے صندوقچہ کے
ایک خانے سے نکال کر دوسرے میں رکھ دیا۔ تو وہاں متعارف انبساط کا مطالبہ اصلا
سوال مذموم میں داخل نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور فقہ بھی اوس کے جواز پر
شاہد ہے۔ فتاوائے ہندیہ میں ملتقط سے ہے۔ عن الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ انہ سئل

عن الاستمداد من خبز غیرہ قال ھو مال غیرہ فلیستأذنہ ولا احب لہ ان یفعل من غیر استئذان ولا اشارۃ ومھما امکن لا یستأذن لانہ سؤال الا ان یکون بینھما انبساط مریدوں سے شیخ کی فرمائش اسی اصل کے نیچے آسکتی ہے۔ جبکہ انبساط متحقق ہو۔ اور حالت عدم بار پر ناطق۔ ورنہ سوال سے بدتر ہے۔ کہ سائل مجبور نہیں کرسکتا۔ اور یہاں آدمی لحاظ کے باعث مجبور ہوجاتا ہے۔ بحال ناگواری جبر کچھ لیا۔ وہ حلال بھی نہیں۔ بلکہ ظلم وغصب ومصادرہ ہے۔ یہ دقیقہ واجب الحفظ ہے۔ کہ بہت متصوفانہ اس میں مبتلا ہیں۔ انہیں اوس کا لحاظ فرض ہے۔ اور مریدین کو لازم کہ اپنا مال وجان سب اپنے پیر کی ملک سمجھیں۔ پیر کہ شرائط پیری کا جامع ہو نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور ائمہ دین فرماتے ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک نہ جانے۔ حلاوت سنت اس کے مذاقِ جان تک نہ پہنچے۔ قالہ الامام سھل التستری نقلہ الامام القسطلانی فی المواھب وغیرہ۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ ھل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ۔ میں اور میرا مال حضور کے سوا کس کے ہیں؟ یارسول اللہ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

## خاتمہ چند ترکیب نماز حاجت میں

**ترکیب اول۔** وضوئے تازہ اچھی طرح کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ بعد سلام عرض کرے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ

اور اپنی حاجت ذکر کرے۔ یہ دعا صحیح حدیث میں تعلیم فرمائی۔ قال الرضاء ایک نابینا خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر اپنی نابینائی کا شاکی ہوا۔ حضور نے یہ نماز ودعا ارشاد فرمائی۔ انہوں نے مسجد میں جاکر پڑھی۔ کچھ دیر نہ گزری تھی۔ کہ دونوں آنکھیں کھل گئیں۔ گویا کبھی اندھے نہ تھے۔ یہ حدیث ترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ

وطبرانی وحاکم وبیہقی نے روایت کی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حاکم نے کہا بخاری ومسلم دونوں کی شرطوں پر صحیح ہے۔ امام ابوالقاسم طبرانی۔ پھر امام بیہقی۔ پھر امام منذری پھر امام احمد نے فرمایا صحیح ہے۔

**اقول** حدیث میں یا محمد ہے۔ مگر یوں کی جگہ **یا رسول اللہ** کہنا چاہیے۔ کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نام لیکر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ ہمارے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید ﷺ المرسلین میں مفصل ومشرح مذکور ہے۔ ولہٰذا حضرت مصنف علام قدس سرہ نے یا رسول اللہ فرمایا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

**ثم اقول**۔ اس زمانہ کے اول وآخر حمد الٰہی و درود رسالت پناہی صلوات اللہ وسلامہ علیہ آمین پر ختم۔ اور شروع میں اللہ تعالٰی کو اسمائے طیبہ سے ندا وغیر ذلک جو آداب دعا گزرے۔ ضرور بجالائے۔ اور یوں ہی تمام ترکیبات میں کہ یہ سب آداب عام ہیں کہ جن امور کی تخصیص اور کسی امر عام میں مطلقاً ان کی حاجت دوسری جگہ سے معلوم ہو۔ خاص معین میں ان کے ذکر کی حاجت نہیں سمجھی جاتی

**ترکیب دوم**۔ نمیری وابن بشکوال وہیب بن ورد سے روایت کرتے ہیں جو بندہ بارہ رکعت ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی وسورۂ اخلاص پڑھے پھر سجدے میں یہ کلمات کہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَیِسَ الْعِزَّ وَقَالَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَکَرَّمَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَہٗ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَالْکَرَمِ سُبْحَانَ ذِی الطَّوْلِ وَالنِّعَمِ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ کُلِّھَا لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

پھر خدا تعالٰی سے وہ سوال کرے جس میں گناہ نہیں۔ مثلاً کہے۔ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ۔ اور اس حاجت کا ذکر کرے۔ اللہ تعالٰی روا فرمائے۔ وہیب کہتے ہیں ہمیں پہنچا ہے کہ یہ ترکیب اپنے بیوقوفوں

اور اہلیوں کو نہ سکھاؤ ۔ کہ گناہوں پر دلیری نہ کریں ۔

ترکیب سوم ۔ عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص خدا سے کچھ حاجت رکھتا ہو تنہا مکان میں باوضو کے کامل چار رکعت پڑھے ۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد دس بار ۔ دوسری میں بیس بار تیسری میں تیس چوتھی میں چالیس بار پڑھے ۔ پھر پچاس بار قل ھو اللہ احد اور ستر مرتبہ لاحول پڑھے اگر اوس پر قرض ہو ۔ ادا ہو جائے ۔ اور جو وطن سے دور ہو ۔ خدا تعالٰی اوسے گھر پہنچائے ۔ اور جو آسمان کے برابر گناہ رکھتا ہو ۔ اور استغفار کرے خدا اوس کے گناہ بخشے ۔ اور جو اولاد نہ رکھتا ہو ۔ خدا اوسے اولاد دے ۔ اور جو دعا کرے ۔ خدا اوس کی دعا قبول فرمائے ۔ اور جو خدا سے دعا نہیں کرتا ۔ خدا اوس سے ناراض ہوتا ہے عبداللہ فرماتے ہیں ۔ اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ ۔ کہ اس سے نافرمانی پر استعانت کریں گے ۔

قال الرضا ۔ ترکیب چہارم ۔ امام احمد اپنی مسند میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو وضو کامل طور پر کرے ۔ یعنی بمراعات سنن و آداب ۔ پھر دو رکعتیں پورے طور پر پڑھے یعنی باجتماع سنن و مستحبات و حضور قلب پھر جو کچھ اللہ تعالٰی سے مانگے ۔ عاجل یا آجل ۔ اللہ تعالٰی اوسے عطا فرمائے ۔

وامام حافظ ابن حجر عسقلانی پھر امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ۔ اس کی سند حسن ہے ۔

اقول ۔ لفظ حدیث میں یوں ہے ۔ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ مُعَجَّلاً اَوْ مُؤَخَّرًا ۔ اور اس کے دو معنی محتمل ایک یہ کہ دنیا و آخرت کی جو چیز اللہ تعالٰی سے مانگے ۔ اللہ عزوجل عطا فرمائے ۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ مانگے ۔ اللہ تعالٰی عطا کرے ۔ جلد یا دیر میں ۔ لہٰذا فقیر نے ترجمہ بھی ایسے لفظوں سے کیا جو دونوں معنوں کو محتمل رہیں ۔

ترکیب پنجم ۔ ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ۔ کہ اون کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک دن صبح کو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ۔ اور عرض کی حضور مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمادیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں ۔ ارشاد فرمایا ۔ دس بار اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ دس بار الحمد للہ کہہ ۔ پھر جو چاہے مانگ ۔ اللہ عزوجل فرمائیگا ۔ نعم نعم اچھا اچھا ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے ۔ ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم فرماتے ہیں صحیح ہے

حاکم نے کہا۔ بر شرط احادیث صحیح مسلم صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

**اقول** ۔ اس کا طریقہ یوں ہو۔ کہ دو رکعت نفل بوضوئے تازہ و حضور قلب پڑھے۔ تشہد میں بعد درود شریف اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس بار کہہ کر دعا کے مقصود ایسے لفظوں سے کرے۔ جو محل نماز دیں۔ مثلاً اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَاتِیْ کُلَّھَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا کَانَ مِنْھَا لِیْ خَیْرًا وَّلَکَ رِضًا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اٰمین ۔

**ترکیب ششم** ۔ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ یا کسی آدمی کی طرف حاجت ہو۔ چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف ثنا کرے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

**ترکیب ہفتم** ۔ اصبہانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا۔ اے علی کیا میں تمہیں وہ دعا نہ بتا دوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو۔ اوسے عمل میں لاؤ۔ تو باذن اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول اور غم دور ہو۔ وضو کرکے بعد دو رکعت نماز پڑھو۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا۔ اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرو پھر کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْهَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ اَدْعُوْكَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا فَارْحَمْنِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ بِقَضَائِهَا وَنَجَاحِهَا رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

**ترکیب ششم** حاکم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رات یا دن میں بارہ رکعتیں ہر دو رکعت پر التحیات پڑھ پچھلی التحیات کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بجالاؤ۔ پھر سجدے میں فاتحہ سات بار آیۃ الکرسی سات بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دس بار پڑھ۔ پھر کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ پھر اپنی حاجت مانگ۔ پھر سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر۔ اور اسے بیوقوفوں کو نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعے سے دعا مانگیں گے تو قبول ہوگی۔ و احمد بن حرب و ابراہیم بن علی و ابو زکریا و حاکم نے کہا ہم نے اس کا تجربہ کیا۔ تو حق پایا۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ فقیر نے بھی چند بار تجربہ کیا۔ تیر بہدف پایا۔ یہاں تک کہ بعض اقربا کے مرض کو اشتداد شدید و اشتداد مدید تھا حتی کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہوگئے۔ سب اقارب رونے لگے۔ فقیر ان سب کو روتا چھوڑ کر دروازہ کا سیم پر حاضر ہوا۔ یہ نماز پڑھی ہی تھی کہ جب مریض کی طرف چلا اور وسوسہ تھا کہ شاید خبر نوحہ و گریہ سننے میں آئے۔ وہاں گیا۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پایا۔ مرض جاتا رہا چند روز میں قوت بھی آگئی۔ وللہ الحمد۔

**فائدہ۔** یہ حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا۔ اور فاتحہ و آیۃ الکرسی و کلمہ مذکورہ پڑھنے کے لئے بارھویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ پڑھنے کو اس کا دوسرا سجدہ رکھا۔ نہ یہ کہ بعد التحیات کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جداگانہ میں پڑھی جائیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔ **اقول** مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ کو منع فرماتے ہیں۔ ہدایہ و وقایہ و تنویر الابصار و در مختار و شرح جامع صغیر امام قاضی خان و تمرتاشی

وجمحوی وغیرہا کتب فقہیہ میں اس کی ممانعت مصرح علامہ ابن امیر الحاج نے حلیہ میں تصریح
فرمائی۔ کہ یوں کہنا مکروہ تحریمی یعنی قریب بحرام قطعی ہے۔ اور یہ حدیث اور اسی طرح حدیث ترکیب
دوم دونوں اگرچہ ضعیف ہیں مگر اسباب میں ہرگز قابل استناد نہیں ہوسکتیں۔ تو ان ترکیبوں
سے یہ لفظ کم کر دینا ضرور ہے ۔ ششم اقول سجدے بلکہ قعدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی
فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت حدیث و فقہ دونوں سے منع ہے۔ یہاں تک کہ سہواً پڑھے۔ تو سجدہ
لازم، اور عمداً پڑھے تو اعادہ واجب تو ضرور ہے۔ کہ فاتحہ آیۃ الکرسی جو سجدے میں پڑھی جائینگی
ان سے ثنائے الٰہی کی نیت کرے نہ قرآن عظیم کی۔ نیز واضح رہے کہ نوافل مطلقہ میں ہر دو رکعت
نماز جداگانہ ہے۔ تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں، ہر قعدے میں التحیات کے
بعد درود و دعا سب کچھ ہو۔ اور ہر تیسری کے آغاز میں سبحانک اللّٰھم و اعوذ بھی
ہو ۔ ہفتم اقول۔ ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰے عنہم کے نزدیک ایک نیت میں دن
کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے۔ اور رات کو آٹھ سے زائد۔ وظاهر اطلاق الكراهة
كراهة التحريم وقد نص في رد المحتار على اثره لايحل فعله مگر دن کی کراہت متفق
علیہ اور شب کی کراہت میں اختلاف ہے۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا رات کو آٹھ سے زیادہ
بھی مکروہ نہیں۔ فتاویٰ خلاصہ میں اسی کو صحیح کہا۔ وعامتهم على الكراهة وصححها في
البدائع۔ تو یہ نماز اگر ہو شب[1] میں ہو۔ کہ ایک تصحیح پر کراہت سے محفوظ رہے ۔
ترکیب نہم۔ حافظ ابوالفرج ابن الجوزی بطریق ابان بن ابی عیاش انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے
راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسے اللہ تعالٰے سے کوئی حاجت
دنیا یا آخرت کی ہو۔ وہ پہلے کچھ صدقہ دے۔ پھر بدھ جمعرات وجمعہ کا روزہ رکھے۔ پھر جمعہ کو
مسجد جامع میں جاکر بارہ رکعتیں پڑھے۔ دس رکعتوں میں الحمد ایک بار آیۃ الکرسی دس بار
اور دو میں الحمد ایک بار قل ھو اللہ پچاس بار۔ پھر اللہ تعالٰے سے اپنی حاجت مانگے۔
تو کوئی حاجت ہو کیا دنیا و آخرت کی اللہ تعالٰے پوری فرمائے۔ قال الحافظ ابان متروک
اقول۔ روى له ابوداؤد في سننه والرجل من العباد والزهاد والصلحاء

---

[1] الحمد للہ کہ روایت ابن عساکر نے اس رائے فقیر کی تائید فرمائی۔ کہ اس میں بعد مغرب کے
تصریح آئی۔ کما علمت ۱۲ منہ مد ظلہ

من صغار التابعین ولم ینسب لوضع وقد قال الامام ایوب السختیانی
ما زال نعرفه بخیر منذ کان وقد روی عنه الامام سفین الثوری
واکثر الناس تشدیدا علیه شعبة وقد کلمه حماد بن زید وعباد بن
عباد ان یکف عنه فکف ثم عاد وقال الامر دین وصرح ان وقیعته فیه
عن ظن من غیر یقین ومع ذلک قد روی عنه والعهد عنه انه لا یروی
الا عن ثقة عنده ولا ارید بکل هذا تسفیه ابان بل ابانة ان ابا الفرج
لم یصب فی ایراده فی الموضوعات کما دته وهذا خاتم ائمة الشان
ابن حجر العسقلانی قال فی اطراف العشرة لحدیث رواه احمد بن ذکوان وزعم
ابن حبان وتبعه ابن الجوزی ان هذا المتن موضوع ولیس کما قالا
والراوی وان کان متروکا عند الاکثر ضعیفا عند البعض فلم
ینسب للوضع

ترکیب و ترجمہ: امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز بہجۃ الاسرار
شریف میں باسناد صحیح حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے
ہیں: من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ جو کسی سختی میں میری دوہائی دے
وہ سختی دور ہو جائے۔ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ اور جو کسی مشکل
میں میرا نام لیکر ندا کرے۔ وہ مشکل حل ہو جائے۔ ومن توسل بی الی اللہ عز وجل
فی حاجۃ قضیت لہ اور جو کسی حاجت میں اللہ عز وجل کی طرف مجھ سے توسل کرے
وہ حاجت روا ہو جائے۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص
گیارہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ ویذکرنی ثم یخطو
الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی
باذن اللہ تعالی۔ اور مجھے یاد کرے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے۔ اور میرا نام لیتا
جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے۔ تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالی پوری ہو۔ یہ مبارک نماز اس
سلطان بخشندہ نواز سے اکابر محدثین مثل امام ابن جہضم، امام یافعی و مولانا علی قاری و مولانا شیخ محقق
محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالی علیہم نے نقل و روایت فرمائی۔ اور فقیر نے ایک مبسوط رسالہ اس کی
تحقیق و اثبات و رد شکوک و شبہات میں مسمی بنام تاریخی انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار ملقب بہ
۱۳۰۵ھ

الجہۃ البہیۃ محب الصلوۃ الغوثیۃ اور دوسرا رسالہ عربی مختصر اوسکی ترکیب وکیفیت و
طریقہ حضرات مشائخ قدست اسرارہم میں جسمی بنام تاریخی ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار
لکھا۔ جسے میادشرع مطہر پاس شان مقدس کی کامل عیاری اور اعتراضات وہابیہ منکرین کی ذلت
وخواری دیکھنی ہو۔ رسالہ اولے۔ اور جسے اس کی تفصیل ترکیب اور طریقہ مروجہ حضرات مشائخ کی
ترتیب سمجھنی ہو۔ رسالہ ثانیہ کی طرف رجوع لائے۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

بالجملہ یہ دس ترکیبیں ہیں جن میں اول وچہارم وپنجم ودہم تو اعلیٰ درجہ حسن صحت ونظافت
سند پر ہیں۔ ان میں سب سے اجل واعظم اول ہے۔ کہ اجلہ حفاظ نے یکزبان اوس کی تصحیح فرمائی۔
پھر پنجم کہ ترمذی نے تحسین اور حاکم نے تصحیح کی۔ پھر چہارم کہ حسن ہے۔ پھر دہم کہ وہ تین ارشادات
مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں۔ اور یہ ارشادات مصطفےٰ ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان کے
بعد ششم وہفتم ونہم پھر سوم کا مرتبہ ہے۔ فان الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال
بالاجماع اھل الکمال اور دوم وہشتم سندا بھی شدید الضعف اور شرعا بھی محذور پر مشتمل مگر ان
سے احتراز ہو بترک لفظ مذکور سے اصلاح۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔

**تنبیہ** ۔ قضائے حاجت کی نمازیں جو کلمات علمائے کرام میں مذکور یا حضرات مشائخ عظام
سے ماثور بکثرت ہیں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ اس سگ درگاہ قادریت کو ان کے اور تمام حاجات جزئیہ
وکلیہ کے متعلق ہزارہا اعمال نفیسہ جلیلہ مجربہ کی اجازت اپنے شیخ وآقائے نعمت ودریائے رحمت
امام العلماء والاولیاء سلام الکملاء والاصفیاء رشید المطلعین سند الکاملین شیخنا ومولائی وذخری
وکنزی ذخری لیومی وغدی حضور پرنور سیدنا ومولانا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل اعلی جنان الفردوس مثواہ ہے

وللارض من کاس الکرام نصیب ۔

اون میں صرف نمازہائے حاجت ہی کی تفصیل کروں۔ تو ایک کتاب جداگانہ لکھوں۔ اور چند وہ
بھی باقی۔ اور فقیر کے پیش نظر ہیں جو احادیث میں خود حضور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے منقول ہوئیں۔ مگر ناظر رسالہ جان لیگا۔ کہ اصل رسالے میں اول سے آخر تک حضرت مصنف علام
قدس سرہ الشریف کو احاطہ واستیعاب کا قصد نہیں۔ ولہذا فقیر نے تکثیر فائدہ کے لئے ہر جگہ زیادات
کیں اور اون میں بہت زیادتیں خود حضرت مصنف قدس سرہ کے دوسرے رسائل وتالیفات سے
لیں جن سے ثابت کہ حضرت ممدوح نے قصداً ہر جگہ صرف چند مختصر جملوں پر قناعت فرمائی ہے

لہٰذا اس ذیل میں بھی باتباع اصل استیعاب ملحوظ نہ رہا خصوصًا خاتمے میں کہ یہاں تو جس قدر پیش نظر ہے ان سب کا ایراد حجم رسالہ کو دوچند سے بڑھا دیگا۔ لہٰذا اسی قدر پر اقتصار ہوتا۔ اور رب عزوجل رؤف رحیم کریم حی قیوم عظیم علیم علی مجید سے بتوسل حضور سید المحبوبین سید المرسلین سید العالمین نبی الرحمۃ شفیع الامۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین بنہایت تضرع وزاری دعا ہے کہ ان دونوں رسائل اصل وذیل اور حضرت مصنف علام وفقیر مستہام کی تمام تالیفات کو خالصًا لوجہ الکریم قبول فرمائے۔ اور اہل اسلام کو عاجلًا وآجلًا ان سے نفع بخشے۔

انہ ولی ذلک والقدیر علیہ ولہ الحمد ابدًا دائمًا والمآب الیہ آمین

آمین الٰہ الحق آمین برحمتک یا ارحم الراحمین، وصلی اللہ

تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ

الا انت استغفرک واتوب الیک

تمت

# فہرست کتاب مستطاب احسن الوعا لآداب الدعا مع ذیل المدعا لاحسن الوعا

تمت

تحریر: محمد شہاب الدین رضوی ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

(ایک مختصر جائزہ)

# مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

## ولادت اور اجداد

مولانا نقی علی خاں بریلوی ماہ جمادی الاخری یا رجب المرجب ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے ۔۔۔(۱)

مولانا کے والد ماجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور عالم اور صاحب باطن بزرگ تھے۔ آپ ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے جملہ علوم و فنون کی تکمیل مولانا خلیل الرحمن بن ملا محمد عرفان رامپوری ۔۔۔(۲) سے ٹونک میں کی۔ ۲۳ سال کی عمر میں ۱۲۴۷ھ کو سند فراغت حاصل کر کے مشہور اطراف زمانہ ہوئے، علم فقہ، تصوف میں کامل مہارت تھی، تقریر بڑی پر اثر ہوتی تھی۔ آپ کے تلامذہ کی خاصی تعداد ہے۔ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ کو دار فانی سے رحلت فرمائی ۔۔۔(۳)
مولانا رضا علی کو علم و ادب سے بھی بے حد ذوق تھا۔ فن شاعری میں مفتی صدر الدین آزردہ

---

(۱) الف: نقی علی بریلوی، مولانا؛ جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص ۲۰۶ تقدیم، امام احمد رضا بریلوی
ب: محمود احمد قادری، مولانا؛ تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۵۱

(۲) مولانا خلیل الرحمن کے والد کا نام ملا محمد عرفان تھا رامپور میں پیدا ہوئے، مولانا غلام جیلانی رفعت سے درسیات پڑھی، ریاضی، طب، ادب، فقہ سے خاص مناسبت تھی، امیر خان والی ٹونک کے آخر زمانہ میں ٹونک گئے، مولوی حیدر علی مشہور غیر مقلد سے اکثر مباحثے رہتے، مولوی حیدر علی کو ریاست کی سرپرستی حاصل تھی مولانا پھر رامپور آئے، پھر جاورہ تشریف لے گئے وہیں انتقال ہو گیا۔
(تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد قادری، ص ۹۵ بحوالہ تذکرہ علماء ٹونک)

(۳) رحمٰن علی خاں، مولوی؛ تذکرہ علمائے ہند، ص ۳۳۳

بہنگامِ کلام گویا دریا بہہ جاتا ہے، اَلْعَالِمُ اِذَا تَكَلَّمَ فَهُوَ بَحْرٌ تَمَوَّجَ (۱) کا مضمون انھیں کی ذات مجمع حسنات پر صادق آتا ہے۔ کسی علم میں عاری نہیں ہر علم و فن معقول ہو یا منقول بجز عنایت باری نہیں، اور خیر میں اپنی اوقات عزیز صرف کرنے میں دشواری نہیں۔ بسا اوقات مشکل معقول نے ان کے سامنے مرتبہ حضوری پایا، منقول میں بدون حوالہ آیات اور حدیث کے کلام نہ کرنا ان کا قاعدہ کلی نظر آیا۔ ان کے حضور اکثر منطقی اپنے اپنے قیاس و شعور کے موافق صغرائے شکل اول کبرائے مدح شکل بدیہی الانتاج بنا کر دعویٰ توصیف کو ثابت کر دکھاتے ہیں۔ آخر اس امر تمہید نکالتے وقت یہ شعر زبان پر لاتے ہیں، بیشعر ؎

کیا عجب مدرسۂ علم میں اس عالم کے
شمس بازغہ سبق شمسیہ پڑھتا ہو اگر (۲)

مولانا نقی علی بریلوی سے اصحاب فکر و نظر نے استفادہ کیا۔ اور یہ شمع ہر آن فروزاں رہی۔

## خصوصیات

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وقتِ نظر اور اصابتِ فکر میں یگانۂ روزگار تھے۔ بے پناہ فہم و فراست اور زیرکی و دانائی کے مالک تھے۔ بلندیٔ اقبال، وجاہت، کرم و مروت، سخاوت و شجاعت، حکام سے عزلت، رزق موروثی پر قناعت، دبدبہ و جلال، عزت و سرفرازی، علم و عقل، تیز ذہنی غرض فضائل و خصائل کے جامع تھے۔ (۳) مولانا کی خصوصیات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے الفاظ میں سنیے:

جودتِ انظار، وحدتِ افکار، فہم صائب، و رائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انھیں منح فرمائی، ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی۔ فراست صادقہ کی

---

(۱) عالم جب کسی سے گفتگو کرتا ہے تو علم کے سمندر میں تموج دکھاتا ہے۔
(۲) نقی علی بریلوی، مولانا: سرور القلوب، ص ۶، تقریظ: نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی
(۳) محمد شہاب الدین رضوی: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ج ۱، ص ۵۵۔

یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا، عقل، معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا، یہاں آنکھوں سے دیکھا، بریں سخاوت و شجاعت، علو ہمت، صدقات خفیہ، میراث جلیہ وغیرہ ذلک، فضائل جدیدہ و خصائل حمیدہ کا حال وہی جانتے ہیں جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ ع

ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید (۱)

## علم وفضل

مولانا نقی علی بریلوی علم وفضل کے بحر ذخار تھے، مولانا کی ذات مرجع علماء و خلائق تھی، آپ کی آراء اور اقوال کو علمائے وقت پسند کرتے تھے۔ کثیر علوم میں تصانیف مطبوعہ و غیر مطبوعہ آپ کے علم وفضل کی شاہد ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| علم قرآن | علم تفسیر | حدیث | اصول حدیث |
| فقہ حنفی | فقہ جملہ مذاہب | اصول فقہ | جدل مہذب |
| عقائد وکلام | نحو | صرف | معانی وبیان |
| بدیع | منطق | فلسفہ | مناظرہ |
| تکسیر | ہیأۃ وحساب | ہندسہ | تصوف |
| سلوک | اخلاق | اسماء الرجال | سیر |
| تاریخ | لغت | ادب | فرائض وغیرہ (۲) |

نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی، مولانا بریلوی کے فضل وکمال کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اگر اس زمانہ میں بوستان کمال خزاں رسیدہ ہے، اہل کمال کا گل رخسار بسبب چلنے

(۱) نقی علی بریلوی، مولانا، سرور القلوب، ص ب

(۲) عبد المجید بیگ بریلوی، مرزا، حیات مفتی اعظم ج ۱، ص ۲۰۔۲۹

باد سموم نے خزاں کے برنگ زعفران زرد ہو کر پژمردگی دیدہ ہے۔ لیکن سحاب رحمت الٰہی کی ترشح سے اب بھی فصل گل کی کچھ کچھ شادابی نظر آتی ہے کسی مقام پر کوئی اکمال گل ہائے کمال کی تازگی دکھاتا ہے۔ اس دعویٰ پر حجت ساطع اور برہان قاطع یہ ہے کہ ایک گلشن ارشاد و حدیقہ علم و فضل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حاسدوں کے دل پر جوش داغ الم دیا جاتا ہے کہ محمد ستار وصاف فردوان افضل الاماثل والاقران جناب مولوی محمد نقی علی خاں شہر بانس بریلی میں سکونت پذیر ہیں۔ حسن ظاہری و باطنی میں بے نظیر ہیں۔ باپ دادا ان کے عرصہ دراز سے چمن پیرائے علم و دولت ہیں۔ مولوی صاحب ایام طفولیت سے تا حال بفضل ایزدی مثال سرو صنوبر حوادث سے بچ کر گلچین خیابان فضل و عزت رہے۔ ان کے والد ماجد نے کمال دانائی سے دنیا کو مزرعۂ آخرت جان کر تخم عمل بو کر ثمرہ مغفرت پایا۔ (۱)

امام احمد رضا بریلوی نے اپنی عربی تصنیف ـــــــ "الزلال الانقی" میں ایک جگہ آپکا ذکر ان القاب و آداب کے ساتھ کیا ہے، تحریر فرماتے ہیں:

الامام الهمام، والفاضل الطمطام، والبحر القمقام، والبدر التام، سامي المقام وماحي الفتن، ذي تصانيف رائقة وتواليف فائقة، شريفة منيفة، لطيفة نظيفة، بقية السلف، حجة الخلف، ناصر الامة، كاشف الغمة، حامي السنة الرسالة عن كيد اهل الضلالة، وما قلت في بابه مستثنى الى جنابه فوالله لم يبلغ شأني كماله، ولكن عجزي غير مدحه لما له منذ الاعلى ولولا ان البحر ساحلا، ذو البيدين ولولا البدر يحتشم ساله سيدي ومولائي وسندي وملاذي في العالم العلامة مولانا المولوي محمد نقي علي خان القادري البركاتي آل الرسول رضي الله تعالى عنه وارضاه عنه۔ (۲)

---

(۱) نیاز احمد خاں ہوش بریلوی، نواب: تقریظ بر ہدایت محمود سرور القلوب ص۔

(۲) احمد رضا بریلوی، امام: الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی ص ۲۔۳ (قلمی)

مؤلفہ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، نوٹ: "الزلال الانقی" عربی زبان میں ہے۔ امام احمد رضا کے حقیقی وارث و جانشین علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے آج سے تقریباً چار سال قبل اردو ترجمہ کیا تھا، مگر کاتبوں کی مہربانیوں سے ہنوز منتظر طباعت ہے۔ اسکی تصحیح کا کام ہو رہا ہے انشاء اللہ عنقریب یہ منظر عام پر آ جائے گی۔

# تصنیفات

مولانا نقی علی بریلوی صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپکی تقریباً ۴۰ چالیس تصانیف تھیں، ان میں سے صرف دو کے نام معلوم ہوئے۔ تصانیف کی اجمالی فہرست پیش ہے۔ تفصیل دوسری جگہ ملاحظہ کریں۔

۱۔ الكلام الاوضح فى تفسير الم نشرح (مطبوعہ)

۲۔ وسيلة النجاة

۳۔ سرور القلوب فى ذكر المحبوب (مطبوعہ)

۴۔ جواهر البيان فى اسرار الاركان "

۵۔ اصول الرشاد لقمع مبانى الفساد "

۶۔ هداية البرية الى الشريعة الاحمدية "

۷۔ اذاقة الاثام لمانعى عمل المولد والقيام "

۸۔ فضل العلم والعلماء "

۹۔ ازالة الاوهام

۱۰۔ تزكية الايقان رد تقوية الايمان

۱۱۔ الكوكب الازهر فى فضائل العلم وآداب العلماء

۱۲۔ الرواية الروية فى الاخلاق النبوية

۱۳۔ النقادة النقوية فى الخصائص النبوية

۱۴۔ لمعة النبراس فى آداب الاكل واللباس

۱۵۔ التمكن فى تحقيق مسائل التزيين

۱۶۔ احسن الوعاء لآداب الدعاء (مطبوعہ)

۱۷۔ خير المخاطبة فى المحاسبة والمراقبة

۱۸۔ هداية المشتاق الى سير الانفس والآفاق

۱۹۔ ارشاد الاحباب الى آداب الاحتساب

۲۰۔ اجمل الفکر فی مباحث الذکر

۲۱۔ عین المشاھدۃ لحسنی المجاھدۃ

۲۲۔ تشوق الاواہ الی طریق محبۃ اللہ

۲۳۔ نہایۃ السعادۃ فی تحقیق الھمۃ والارادۃ

۲۴۔ القول الذریعۃ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ

۲۵۔ ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح

۲۶۔ اصلاح ذات بین ۔ (۱)

قدیم تذکرہ نگار مولانا رحمٰن علی اپنی تصنیف "تذکرہ علمائے ہند" فارسی میں مولانا نقی علی بریلوی کے تعارف کے ضمن میں "تیسیر الجبال" مولانا بریلوی کی تصنیف بتاتے ہیں (۲) جبکہ تیسیر الجبال کے مصنف مولانا بریلوی کے تلمیذ مفتی حافظ بخش آنولوی ہیں (۳) مولانا کے تلمیذ و فرزند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مولانا کی فہرست تصانیف میں "تیسیر الجبال" کا ذکر نہیں فرمایا (۴) مفتی حافظ بخش آنولوی نے تیسیر الجبال میں جگہ جگہ مولانا بریلوی کو فاضل بریلوی سے مخاطب کیا ہے۔ یہ کتاب مولانا بریلوی اور مولوی احسن نانوتوی کے درمیان اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوئی تفصیلی بحث کا جائزہ ہے اور اس زمانہ میں دونوں طرف سے لکھی جانے والی کتابوں پر غیر جانب دارانہ تبصرہ۔

مولانا ظفر الدین فاضل بہاری نے اپنی کتاب "المجمل المعدد" میں تیسیر الجبال کو امام احمد رضا کی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔ المجمل المعدد امام احمد رضا کی فہرست تصانیف ہے (۵) ان کے اس شمار کو امام احمد رضا کے اکثر سوانح نگاروں نے برقرار رکھا۔ ماہنامہ قاری دہلی کے امام احمد رضا نمبر میں بھی یہی مرقوم ہے (۶) ——— ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں انتقال ہوا۔

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام : تقدیم تفسیر سورۃ الم نشرح، ص ۷

(۲) رحمٰن علی خان، مولوی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۲۴۳، ۲۴۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ نومبر ۱۹۱۴ء

(۳) تیسیر الجبال : مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۴) احمد رضا بریلوی، امام : تعارف مصنف، تفسیر الم نشرح، ص ۷

(۵) ظفر الدین بہاری، مولانا : المجمل المعدد لتالیفات المجدد، ص ۸

(۶) ماہنامہ قاری دہلی : امام احمد رضا نمبر، ص ۳۹، بابت اپریل ۱۹۸۹ء

# حرف چند

ہم اہل سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم دین چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں، ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی محمد علی محمد صدیقی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیونکہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہل سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہو گئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور" "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی، مانچسٹر" قابل ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۴۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی دشوار تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۲۰ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکین رضا اکیڈمی کو مسلک اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیر مفتی اعظم
محمد سعید نوری
بانی و جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری

۱. عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں

۲. طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں

۳. مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں

۴. طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

۵. ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

۶. حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

۷. تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸. شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹. جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰. آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)